تعلیماتِ صوفیائے مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب

سترہویں شریف

جدید ایڈیشن

(حصہ 5 تا حصہ 8)

افکار صوفیاء

مصنف

حضرت بابا حیدر شاہ ارغونی علیہ الرحمہ

(متوفی: 1395ھ)

محشی

مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر، ریسرچ سینٹر، کراچی)

ناشر

مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی۔

Madaarimedia.Com

دم مدار
بیڑا پار
MADAARI MEDIA
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

تعلیماتِ صوفیائے مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب

افکار صوفیاء

المعروف

سترھویں شریف

جدید ایڈیشن

(حصہ 5 تا 8)

Madaarimedia.Com

مصنف: حضرت حیدر علی ارغونی مداروی علیہ الرحمہ

(متوفی: 1395 ہجری)

تحقیق وتخریج:

مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

ناشر: مکتب تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی

سلسلہ اشاعت نمبر 07

بیاد: قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی: 838 ہجری)

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں)

نام کتاب : سترھویں شریف المعروف (افکار صوفیاء)

مؤلف : حضرت حیدر علی ارغونی مداروی علیہ الرحمہ

تحقیق وتخریج : مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

کمپوزنگ : صاحبزادہ سید زین شاہ مداروی

(دی ریسرچ سینٹر، کراچی۔ 0301-3815991)

طبع الاوّل : جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ بمطابق اپریل 2013ء

تعداد : 1000

طباعت : نیو مجاز پریس، بوہرہ پیر، کراچی

ناشر : مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

ملنے کا پتہ : گلی نمبر ۳، راموسوامی، ملت نگر، شاہ مدار اسٹریٹ،

نادرا آفس والی گلی، کراچی۔ موبائل 0334-3351709

﴿برائے ایصال ثواب﴾

(☆)...... قاضی عبدالرزاق کھوکھر و بیگم (مرحوم و مرحومہ) نواب شاہ

(☆)...... قاضی اللہ دین کھوکھر و بیگم، قاضی عبدالعزیز کھوکھر و بیگم (مرحوم و مرحومہ) حیدر آباد

(☆)...... قاضی محمد قاسم پٹھان (مرحوم) نواب شاہ

(☆)...... سید محمد آصف حسین (مرحوم) کراچی

Madaarimedia.Com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
01	عرضِ ناشر	05
02	تعارف محشی	06
03	تقاریظ	08
04	محشی کے قلم سے.....!	11
05	مجلس پنجم......﴿5﴾	
06	دربیان متعلقات مجاہدہ ومشاہدہ	12
07	اصلاحاتِ صوفیاء	15
08	صوفیاء کے خاص طریقے اور خاص معاملات	15
09	عبادت اور مراقبہ میں فرق	29
10	نفس، میں (Ego,Self) اور مراقبہ	31
11	میں (Self) اور مراقبہ	31
12	مراقبہ اور ذات سے شناسائی	32
13	مجلس چھٹی......﴿6﴾	
14	دربیان حل مسئلہ	33
15	وحدۃ الوجود	35
16	ابن تیمیہ کا نظریہ	36
17	دیوبند مکتب فکر کا نظریہ	36

Madaarimedia.Com

18	اہلسنت مکتبہ فکر کا نظریہ	37
19	نظریہ بیعت کی شرعی حیثیت	39
20	حقیقت بیعت	41
21	شیخ اور مرشد کی تعریف	42
22	ضرروت مرشد کامل	43
23	مرشد کامل کی پہچان	49
24	شیخ ناقص	49
25	آداب شیخ	50
26	حقوقِ شیخ	52
27	شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کی تعریفات	53
28	صوفیت اور اسلام	54
29	مجلس ساتویں......﴿7﴾	
30	دربیان سوال طالب وجواب مطلوب	58
31	مجلس آٹھویں......﴿8﴾	
32	دربیان حل مسئلہ قدرت باری تعالیٰ وجف القلم	68
33	ذکر قلب اور آیت کریمہ	69
34	ذکر قلب اور محدثین کرام کے نظریات	70
35	ذکر قلب اور اولیاء عظام کے نظریات	71

☆☆☆☆☆

عرضِ ناشر

الحمد للہ! مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہم نے سلسلہ بدیعیہ المعروف مداریہ (منسوب حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمٰن) سے متعلق کتاب ''ستر ہویں شریف'' بنام افکار صوفیاء کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ مگر حالات کی ستم ظریفی اور اپنوں کی بے رُخی کی وجہ سے کم وبیش 200 سال سے سلسلہ بدیعیہ کے صوفیاء کرام کا علمی ذخیرہ جو حقیقی معنوں میں متقدمین صوفیاء کرام کی تعلیمات کی تشریحات پر مبنی تھا، اُسے آج تک صحیح معنوں میں زیور طباعت سے آراستہ نہیں کیا گیا...!

عاجز سمجھتا ہے کہ ہم نے اس سلسلہ کے پیشواؤں (حضرت بایزید بسطامی، حضرت سید بدیع الدین قطب مدار، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہم الرحمہ) کے ساتھ اجتماعی طور پر علمی وتحقیقی زیادتیاں کیں ہیں، جس کی وجہ سے دین اسلام اور بالخصوص اہلسنت والجماعت کو یہ نقصان پہنچا کہ اس سلسلہ طریقت سے جاہل وبے عمل حضرات نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اسے دنیاوی ونفسانی مقاصد کے لیے استعمال کیا اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ خرافات وبدعات اس سلسلہ کی پہچان بن گئی....! راقم سمجھتا ہے کہ اب اس نقصان کی تلافی کا وقت آچکا ہے اور ہم اس سلسلہ طریقت کے پیشواؤں کے حضور اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کریں اور اس سلسلہ روحانیہ سے متعلق کتب ورسائل کی اشاعت کو یقینی بنائیں۔

راقم یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہے کہ اب تک مندرجہ ذیل کتب پاکستان میں زیور طباعت سے محروم رہی ہیں، انشاء اللہ اب مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کے زیر اہتمام ان کتب کو جدید تحقیقی انداز سے اشاعت کیا جائے گا۔

(۱) مدار اعظم، (۲) تاریخ مدار عالم، (۳) تذکرہ بدیعیہ، (۴) گلزار مدار، (۵) ضرب یداللہ، (۶) فیضان قطب مدار اہل بیت، (۷) ظہیر الابرار فی السیر المدار۔

عبدالرشید مداری

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

Madaarimedia.Com

تعارف

مفتی محمد ہاشم حقانی صاحب نواب شاہ کے متوسط گھرانے میں ۱۷ر جولائی ۱۹۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد راجستھان (انڈیا) سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم نواب شاہ میں حاصل کی جب کہ میٹرک، انٹرمیڈیٹ، بی اے جامعہ رکن الاسلام (حیدرآباد) سے حاصل کیں۔ اسی جامعہ سے ۲۰۰۷ء میں ایم اے عربی واسلامیات کی اسناد بھی حاصل کیں۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جامعہ رکن الاسلام کا الحاق سندھ یونی ورسٹی (جامشورو) اور جامعۃ الازہر (مصر) سے ہے۔

۲۰۰۸ء ''الشہادۃ العالمیہ'' (درسِ نظامی) کی سند دارالعلوم نعیمیہ (کراچی) سے حاصل کی۔ کراچی بورڈ سے علومِ شرقیہ کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کیے۔

۲۰۰۸ء میں بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی (اسلام آباد) میں داخلہ لیا۔ وہاں دو سال زیرِ تعلیم رہے اور عربک ایڈوانس (عربی ادب) کی سند حاصل کی۔

عملی زندگی کا المقصود انسٹی ٹیوٹ فار اسلامک اینڈ ماڈرن سائنسز میں بطور لیکچرار کی تقرری سے کیا۔ دو برس تک القائم اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن (راولپنڈی) سے بطور ریسرچ اسکالر منسلک رہے۔ بعد ازاں اپنا تحقیقی ادارہ ''دی ریسرچ سینٹر'' قائم کیا اور کتابوں کی پروف ریڈنگ اور تحقیق وتخریج کا کام انجام دیتے رہے۔ اب آپ ملیر کے ایک سرکاری اسکول میں استاد ہیں نیز مکتبۂ علیمیہ کے شعبۂ تحقیق کے نگراں کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

ملازمت کے ساتھ ساتھ آپ کے علمی مشاغل بھی جاری رہے۔ روزنامہ ''امت'' اور روزنامہ ''ایمان'' (کراچی)، ماہنامہ ''مرأۃ العارفین (لاہور) میں آپ

کے کالم اور مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ نیز آپ نے کتب کے تراجم (مع تحقیق و تخریج) کی خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ کام کی تفصیل درجِ ذیل:

ترجمہ و تحقیق و تخریج:

۱۔ محک الفقر	(درویشوں کی پہچان)	سلطان باہو	(مطبوعہ)
۲۔ افکارِ صوفیاء	(سترھویں شریف)	باباحیدرشاہ	(مطبوعہ)
۳۔ افضل الصلوٰۃ	(درودوں کی سوغات)	امام محمد اسحاق	(غیر مطبوعہ)
۴۔ السیرۃ النبویہ	(سیرتِ رسول)	امام ابنِ کثیر	(غیر مطبوعہ)
۵۔ تبلیسِ ابلیس	(شیطانی دھوکے)	امام ابنِ جوزی	(غیر مطبوعہ)

تالیفات:

۱۔ گل دستۂ احادیث	(مختصر مجموعۂ احادیث)	(مطبوعہ)
۲۔ اربعینِ فاروقی	(مختصر مجموعۂ احادیث)	(مطبوعہ)
۳۔ حقیقتِ نماز	(نماز کا طریقہ اور مسائل)	(مطبوعہ)
۴۔ معرفتِ امام مہدی		(غیر مطبوعہ)
۵۔ احادیثِ صوفیا		(غیر مطبوعہ)
۶۔ فکری مقالات		(غیر مطبوعہ)
۷۔ صوفی اسلام		(غیر مطبوعہ)
۸۔ فہمِ دین کورس		(غیر مطبوعہ)
۹۔ حقیقتِ ذکرِ قلب		(غیر مطبوعہ)
۱۰۔ میلاد النبی کی شرعی حیثیت		(غیر مطبوعہ)

(فیصل احمد، مکتبہ علمیہ، کراچی)

تقریظ جلیل

مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب تک مسلمانانِ اہلسنت علماء کرام، مشائخ عظام و دانشورانِ اسلام کا عقیدہ کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے حبیب مکرم شفیع معظم امام الانبیاء و المرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا اور آپ کے بعد کوئی رسول یا نبی چاہے وہ ظلی ہو یا بروزی دنیا میں آنے والا نہیں ہے۔ ہمارے اس دعویٰ پر قرآن عظیم اور احادیث رسول کریم ﷺ گواہ ہیں، تفصیل کے لیے بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، ہاں اس پیغام تبلیغ کو حضور انور ﷺ کی امت کے علماء کرام اور مشائخ عظام کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں تک پہنچائیں اور پھیلائیں۔

مولائے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے، وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. ترجمہ: ''اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (آل عمران:104)''۔

محسن انسانیت رحمت عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: فليبلغ الشاهد الغائب۔ یہ حکم ہے جو موجود ہیں اور ان لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔ اسی لیے اہل بیت اطہار صحابہ کبار شہداء ذی وقار مجتہدین جانثار نے دنیا کے گوشے گوشے میں تحفظ ناموس رسالت کے ساتھ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا پیغام پہنچایا اور ان

پاک بازانِ امت میں مختلف سلاسل کے اکابر نے کہیں سلسلہ قادریہ، کہیں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ، کہیں سلسلہ عالیہ شاذلیہ سنوسیہ، کہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ وسلسلہ عالیہ اشرفیہ، وارثیہ تاجیہ، سلسلہ عالیہ نوشاہیہ، منوریہ، معمریہ اور کہیں سلسلہ عالیہ قلندریہ اور مداریہ کے نام سے دینی خدمات سرانجام دیا اور دے رہے ہیں۔

عزیزم فاضل جلیل عالم نبیل مصنف ومحقق مولانا مفتی محمد ہاشم فاروقی نعیمی حقانی نے سلسلہ عالیہ مداریہ کے بزرگوں پر تصنیف وتالیف اور تخریج پر خاص طور پر سترہویں شریف کے عنوان سے جو رسائل ہیں اس پر بڑی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے کام کر رہے ہیں۔

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری غفرلہ دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب مکرم شفیع معظم محسن انسانیت ﷺ کے صدقے عزیزم موصوف اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمتوں وبرکتوں نیز صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم ودائم رکھتے ہوئے، زیادہ سے زیادہ مذہب مہذب ومذہب اہلسنت کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین ﷺ

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ
ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث: دارالعلوم نعیمیہ
بلاک 15 فیڈرل بی ایریا، کراچی

13، جمادی الاولیٰ 1434ھ
موافق 26، مارچ 2013ء

تقریظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

صوفیائے کرام کے وجودِ مسعود اور خدمات جلیلہ سے انکار واعراض کسی ذی شعور کے لیے ممکن نہیں، بلاشبہ یہ حضرات صوفیائے کرام ہی کا فیضان ہے کہ اسلام کا حقیقی تشخص پوری آب وتاب کے ساتھ آج ہمارے سامنے جلوہ افروز ہے۔

حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار حلبی المتوفی ۸۳۸ھ کا شمار بھی انہی جلیل القدر حضرات کی فہرست میں ہوتا ہے، آپ کی حیرت انگیز شخصیت کے منفرد پہلوؤں سے تاریخ وتراجم کی کتب (مثلاً اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محدث دہلوی، نزھۃ الخواطر عبد الحی لکھنوی وغیرہ) لبریز ہیں، ہر چند کے ان تصانیف مذکورہ میں حضرت موصوف کے بارے میں رطب ویابس سب مذکور ہے لیکن حقیقت میں اس کی صداقت دیگر ائمہ کرام کے شواہد سے متضاد نظر آتی ہے۔

اس لیے اشد ضرورت ہے کہ افراط وتفریط جو اس زمانہ کا وطیرہ بن چکی ہے اس سے بالاتر ہو کر حضرت کے حالات زندگی وتصانیف ومتعلقین کے بارے میں ٹھوس حوالہ جات اور ناقابل تردید دلائل سے سوانح حیات وغیرہ کو مرتب کیا جائے تا کہ اہل انصاف ایک عظیم ہستی کے بارے میں کسی کشش وپنج کا مزید شکار ہونے سے محفوظ رہیں اور حضرت کی حقیقی صوفیانہ تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر اپنی زندگی میں اسلام کی چاشنی کا مزہ حاصل کریں۔

مقام مسرت ہے کہ برادر گرامی محقق ومترجم مفتی محمد ہاشم مدظلہ نے اس سلسلہ کے مختلف پہلوؤں پر قابل قدر کام کرنے کا عزم کر رکھا ہے جو ان کی مختلف کتابی کاوشوں سے عیاں ہے اور کتاب ہذا بھی انہیں عرق ریزیوں کا ثمر جدید ہے، کتاب ہذا کے کچھ مقامات ایسے بھی ہیں جہاں قواعد عربیہ اور علوم موجودہ کے مطابق شدید تضاد نظر آتا ہے لیکن ایسے

اقوال کے بارے میں زبان طعن دراز کرنا ہرگز دانشمندی نہیں بلکہ حسن عقیدت سے کام لیتے ہوئے یہی کہنا چاہیے کہ ہماری دانست سے یہ اقوال بالاتر ہے کیونکہ ایسے افرادِ ذیشان جو کہتے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں البتہ ہمیں ان کی معرفت تک رسائی نہیں۔

اللہ کرے کہ ''سلسلہ مداریہ'' کے بارے میں موجود پیدا کردہ اختلافات کو جلد ہی درستگی کی طرف پھیر دیا جائے تا کہ یہ خلفشار مزید عروج نہ پاسکے، اس سلسلہ میں جو بنیادی اعتراض سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی فتاویٰ رضویہ کے مندرجات سے کیا جاتا ہے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کو بذات خود ''سلسلہ بدیعیہ'' میں اجازت حاصل تھی اور دوسرا جواب جو میری نظر سے گذرا تھا وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے بھائی شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ نے ''ذوق نعت'' میں مکمل منقبت بنام ''شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف'' لکھی ہے۔ جس کا بند درج ذیل ہے۔

مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

لہٰذا بلا تحقیق اعتراض کرنے والوں کو ان پہلوؤں پر بھی ذرا غور کرنا چاہیے، میں نے اس سے قبل بھی مفتی صاحب کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اس منقبت کو الگ مع تحقیق وتشریح کے شائع کردیں تو ان شاء اللہ ''سلسلہ بدیعیہ مداریہ'' کے لیے بھی زیادہ نفع مند ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کے ناشر محترم عبد الرشید مداری ودیگر معاونین حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

یک از گدائے سید التابعین اویس قرنی رضی اللہ عنہ

اعجاز احمد قادری اویسی

۲۰۱۳/۰۳/۲۵ بمطابق ۱۲ جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ

محشی کے قلم سے......!

موجودہ حالات میں ہر شخص اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر سرگرداں ہے، جس کی بدولت ہر شخص روحانی کیفیات سے دور ہوتا جارہا ہے۔ اس کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے عاجز نے یہ محسوس کیا کہ اس کمی کو دور کیا جائے اور اس انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جائے، جس کے لئے تعلیمات صوفیاء وافکار صوفیاء سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، یہی وہ افکار ہیں جس کی بدولت ہمیں تاریخ اسلام میں کوئی ابن عربی، امام غزالی، حضرت سلطان باہو علیھم الرحمہ جیسی مقتداء شخصیات جابجاملتی ہیں، اسی کمی کو دور کرنے کے لیے عاجز نے افکار صوفیاء پر مبنی شہرہ آفاق تصنیف "سترھویں شریف" کا مکمل اور آسان وسلیس ترجمہ اور تحقیق وتخریج کرنے کی کوشش کی تاکہ ہمارے وہ بھائی جو اس سلسلہ روحانیہ سے فیض کے طالب ہیں، اُن کے لیے اس فیض کو حاصل کرنے میں آسانی ہوجائے۔

خصوصیات:

(1)۔ کتاب "سترھویں شریف" میں درج آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی مکمل تخریج (حوالہ جات "E-M") کا بھی اہتمام کیا، اور ساتھ ہی ساتھ اُن حوالہ جات میں عربی ہندسوں (۱-۲-۳) کی بجائے، معروف ہندسوں (1-2-3) کو استعمال کیا ہے۔

(2)۔ کتاب ہذا کی تسہیل کو مدنظر رکھتے ہوئے حاشیہ کا اہتمام، تاکہ قارئین کو کتاب ہذا کا اصل متن سمجھنے میں آسانی ہوجائے، اور اصل متن ذکر کرنے سے پہلے عاجز نے علامت کے طور پر (مصنف)، اور حاشیہ کی صورت میں ((محشی)) کی علامت استعمال کی ہے، تاکہ قاری مصنف اور محشی کی تحریرات میں فرق کرسکے۔

ان شاء اللہ یہ کتاب دورِ حاضر کے مطابق جدید ودل کش انداز میں سلسلہ مداریہ کے مریدین ومعتقدین ومحبین کے لئے ایک نایاب تحریر ہوگی۔

مفتی محمد ہاشم (محشی)

(ایم، اے اسلامک کلچر اینڈ عربک سندھ یونیورسٹی، (جامشورو)

فاضل علوم شرعیہ دار العلوم نعیمیہ، کراچی، ڈائریکٹر دی ریسرچ سینٹر، کراچی

مجلس پنجم : 5

در بیان متعلقات مجاہدہ ومشاہدہ

(مصنف) اے طالب خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے:"ولنبلو نکم بشی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات" اورالبتہ تمہیں خوف بھوک اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے کسی چیز کے ساتھ آزمائیں گے اور پیغمبر ﷺ نے کہاہے"بطن جائع احبّ الی اللہ تعالیٰ من سبعین غافلاً" بھوکے آدمی کا پیٹ خدا کے نزدیک ستّر عابدوں سے جو غافل ہوں زیادہ دوست ہے۔جاننا چاہئے کہ بھوک کو سب امتوں اور نیک ملتوں میں بڑی بزرگی ہے کیونکہ ظاہراً بھوکے آدمی کا دل کہ جس میں زیادہ شر نہ ہو اور ریاضت پر اپنے مہذب بنایا ہوا ہو زیادہ تیز ہوتا ہے اور طبیعت زیادہ مہذب اور تندرست ہوتی ہے۔"لان الجوع لنفس خضوع وللقلب خشوع" کیونکہ بھوک نفس کے لئے افتادگی اور دل کے لئے عاجزی ہے بھوکے آدمی کا تن افتادہ اور تواضع کرنے والا ہوتا ہے اور دل عاجز کیونکہ بھوک سے نفسانی قوت ناچیز ہوجاتی ہے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ:﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُم بشی من الخوف والجوع ونقص من ....الخ﴾

(پارہ،سورۃ،آیت نمبر:)

حدیث1 : ((بطن جائع احبّ الی اللہ تعالیٰ من سبعین غافلاً))

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکے کا شکم،ستر غافل عابدوں سے زیادہ محبوب ہے۔

(کشف المحجوب،باب7،صفحہ 511)

حدیث2 : ((لان الجوع لنفس خضوع وللقلب خشوع))

ترجمہ:بھوکے کا جسم متواضع اور دل خشوع والا ہوتا ہے۔

(کشف المحجوب،باب7،صفحہ 511)

(مصنف)اور رسول اللہ ﷺ نے کہاہے" اجیعو بطونکم واظمئو اکبادکم و اعرّوا اجسادکم لعلّ قلوبکم تری اللہ عیاناً فی الدّنیا" پیٹوں کو بھوکا رکھو اور جگروں و

کو پیاسا اور تنوں کو ننگا شاید دنیا میں تم دل میں خدا کو دیکھو۔ اگرچہ تن کو بھوک سے بلا حاصل ہے مگر دل کو اس سے روشنی ہوتی ہے اور جان کو صفائی اور بھید کو لقا۔ اور جب بھید بقا پاتا ہے اور جان صفائی اور دل روشنی تو اگر تن بلا میں ہو تو کیا زیاں ہے اور پیٹ بھر کھانے میں زیادہ بلا نہیں ہے کیونکہ اگر اس میں بلا ہوتی تو پردہ نشینوں کو پیٹ بھر نہ کھلاتے کیونکہ پیٹ بھر کھانا پردہ نشینوں کا کام ہے اور بھوک بیماروں کا علاج ہے اور بھوکا رہنا باطن کو آباد کرنا ہوتا ہے اور پیٹ بھر کر کھانا بطنوں کو بھوکا رہنے والا باطن کے آباد کرنے میں عمر صرف کرتا ہے تاکہ خدا کے واسطے تنہا ہو اور علاقوں سے الگ۔ پس یہ کیونکر اُس کے برابر ہوتا ہے ظاہر کے آباد کرنے میں عمر بسر کرتا ہے اور ہوا اور تن کی خدمت ایک جہاں کو کھانے کے لئے چاہئے اور ایک کو کھانا عبادت کرنے کے لئے اور ان دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے" کان المتقدمون یاکلون لیعیشوا وانتم تعیشون لتاکلوا " اور اگلے اس واسطے کھاتے تھے کہ حیاتی رہے اور تم یہ سمجھتے ہو کہ حیاتی کھانے کے واسطے ہے" الجوع طعام الصدیقین ومسلك المریدین وقید الشیاطین" بھوک سچ کہنے والوں کا طعام ہے اور ان کا راستہ جو ارادت مند ہیں۔

((محشی))

حدیث3 :((اجیعو بطونکم واظمئنو اکبادکم و اعرّوا ...الخ))

ترجمہ: تم اپنے شکموں کو بھوکا، اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے جسموں کو غیر آراستہ رکھو تاکہ تمہارے دل، اللہ تعالیٰ کو دنیا میں ظاہر طور پر دیکھ سکیں۔

(کشف المحجوب، باب7، صفحہ512)

حدیث4 :((کان المتقدمون یاکلون لیعیشوا وانتم تعیشون لتاکلوا))

ترجمہ: متقدمین کھاتے تھے تاکہ زندہ رہیں اور تم زندہ رہتے ہو تاکہ خوب کھاؤ۔

(کشف المحجوب، باب7، صفحہ512)

حدیث5 : ((الجوع طعام الصدیقین ومسلک المریدین .....الخ))

ترجمہ بھوکا رہنا صدیقین کی غذا، مریدین کا مسلک اور شیاطین کی قید ہے۔

(کشف المحجوب، باب7، صفحہ512)

(مصنف) خدا کا حکم اور اندازہ پہلے سے ہو چکا ہے، یعنی آدم کا بہشت سے باہر نکلنا اور

خدا کے قرب سے اُس کا دور ہونا لقمہ کے لئے تھا۔ اور حقیقت میں جو بھوک میں بے قرار ہو وہ بھوکا نہیں ہوتا کیونکہ کھانے کا طالب کھانے کے ساتھ ہوتا ہے جس کو بھوک کا درجہ حاصل ہو کھانے کا تارک ہوتا ہے کھانے سے ممنوع نہیں اور جو عقل کے ہونے کی حالت میں اُس کو ترک کرے اور اُس کا بوجھ اور رنج اٹھائے تو وہ بھوکا ہوتا ہے اور شیطان اور نفس خواہش کی قید سوا بھوک کے نہیں ہے اور کتانی رضی اللہ عنہ کہا ہے "من حکم المرید ان یکون فیه ثلثة أشیاء نومهٔ غلبهٔ و کلامه ضرورة و اکله فاقة" اور مرید کی شرط یہ ہیں کہ تین چیزیں اس میں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی خواب غلبہ کے سوا نہ ہو اور ضرورت کے سوا نہ بولے اور بھوک سوا نہ کھائے اور فاقہ بعضوں کے نزدیک دورات دن ہیں یعنی دو آٹھ پہر اور بعض کے نزدیک ایک ہفتہ ہے اور بعض کے نزدیک چالیس روز کیونکہ تحقیق کرنے والے اس پر ہیں کہ سچی بھوک ہر چالیسویں دن ایک دفعہ ہوتی ہے اور یہ جان کو بچا رکھنے والی ہے اور جو کچھ درمیان میں ظاہر ہوتی ہے وہ حرص اور طمع کا غرور ہے "عافک اللہ" خدائے تعالیٰ تجھ پر بخشش کرے اس واسطے اہل معرفت کی رگیں سب خداوند تعالیٰ کے بھیدوں کی دلیل ہیں۔ اور اُن کے دل اُس کی بلند نظر کی جگہ اور دلوں کی طرف سے ان کے سینوں میں دروازہ کھلے ہوتے ہیں اور عقل اور ہوا اُن کی درگاہ پر بیٹھا ہوا ہے روح عقل کی مدد کرتا ہے اور نفس ہوا کی اور جس قدر طبیعتیں غذا سے زیادہ پرورش پاتی ہیں اسی قدر نفس زیادہ قوی ہوتا ہے اور ہوا زیادہ ترتیب پاتی ہے اور اعضا میں اس کا دبدبہ زیادہ پراگندہ ہوتا ہے اور ہر رگ میں اس کے پراگندہ ہونے سے ایک اور طرح کا حجاب ظاہر ہوتا ہے اور جب طالب طعام کو اس سے ہٹالیتا ہے ہوا زیادہ ضعیف ہوتی ہے اور عقل زیادہ قوی۔ اور نفس کی طاقت رگوں سے زیادہ ٹوٹ جاتی ہے اور بھید اور دلیلیں زیادہ ظاہر ہوتی ہیں اور جب نفس اپنی حرکتوں سے عاجز اور اپنے وجود سے فانی ہو جاتی ہے۔ باطل ارادہ حق کے اظہار میں محو ہوتا ہے اُس وقت مرید کی کل مراد حاصل ہوتی ہے۔

....

((محشی))

حدیث 6 : ((من حکم المرید ان یکون فیه ثلثة أشیاء ....الخ))

ترجمہ: مرید کی شرط یہ ہے کہ اس میں تین چیزیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کا سونا، غلبہ کے بغیر نہ

ہو، دوسرے یہ کہ اس کا کلام، ضرورت کے بغیر نہ ہو، تیسرے یہ کہ اس کا کھانا فاقہ کے بغیر نہ ہو۔
(کشف المحجوب، باب 7، صفحہ 513)

اصطلاحاتِ صوفیاء:

حضرت شیخ ابونصر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فرائض الٰہیہ کی ادائیگی اور حرام کاموں سے بچنے کے بعد صوفیاء کی خصوصیت اس بات میں ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور ہر ایسا تعلق توڑ لیتے ہیں جو ان کے اور ان کے اصل مقصد کے درمیان پردہ بن جائے کیونکہ ان کا مقصد اللہ کی ذات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا پھر ان کے اپنے کچھ آداب اور احوال ہوتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

صوفیاء کے خاص طریقے اور خاص معاملات:

یہ صوفیاء کثیر مال و دولت کو چھوڑ کر گزارہ کرتے ہیں، خوراک صرف اتنی کھاتے ہیں جس سے ضرورت پوری ہو سکے اور سامان دنیا میں سے قلیل پر گزارہ چلاتے ہیں۔ مثلاً لباس ہلکا، اوڑھنا، بچھونا مختصر اور مختصر کھانا پینا وغیرہ، ان کا کام ہوتا ہے جان بوجھ کر امیری چھوڑ کر فقیر بننا پسند کرتے ہیں، مختصر چیزوں پر کام چلاتے ہیں، کثیر چیزوں کی طرف نہیں دیکھتے، سب کچھ پاس ہوتے ہوئے بھی بھوکا رہنا پسند کرتے ہیں، کثیر چیز ہوتے ہوئے بھی قلیل کو مقدم جانتے ہیں، شان و شوکت میں رہنا پسند نہیں کرتے مخلوق خدا پر شفقت کرتے ہیں اور اپنی عزت و وقار کو اولیت نہیں دیتے، ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ عاجزی سے پیش آتے ہیں، اپنی ضرورت پر مخلوق کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کون کیا کھا رہا ہے؟ اللہ سے اچھا گمان رکھتے ہیں، خلوص دل کی بنا پر عبادتوں کی طرف بڑھتے نظر آتے ہیں، ہر نیک کام کی طرف سب سے پہلے جاتے ہیں، توجہ صرف اللہ کی طرف ہوتی ہے، اس کی خاطر سب کو چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں، اللہ کی آزمائش جھیلتے ہیں اور اللہ کی قضا پر سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں، ہر وقت اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں اور خواہشات نفسانی کو ترک کیے رہتے ہیں، نفسانی لذت سے گریز کرتے ہیں اور اس سے مخالفت کرنا پسند کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ خواہشات ہیں جن کی برائی اللہ بیان فرماتا ہے کہ یہ نفس انسان کو برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور پھر حدیث پاک میں بھی آتا ہے: "تمہارا سب

سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان ہے"۔

(اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، صفحہ 69 تا 70)

(مصنف) اور ابوالعباس قصاب سے ذکر ہے کہ کہا ہے میری طاعت اور معصیت دو طریقوں میں ہے۔ جب کھاتا ہوں تو سب گناہوں کا مایہ اپنے میں پاتا ہوں اور جب ہاتھ اس سے ہٹالیتا ہوں تو سب طاعتوں کا اصل اپنے میں دیکھتا ہوں لیکن بھوک کا پھل مشاہدہ ہے کیونکہ اس کا راستہ دکھلانے والا مجاہدہ ہے پس بھید جو مشاہدہ کے ساتھ ہو بہتر ہے اُس بھوک سے جو مجاہدہ کے ساتھ ہو کیونکہ مشاہدہ مردوں کا میدان ہے اور مجاہدہ لڑکوں کا کھیل ہے: "فا الشبع بشماهدة الحق خير من الحوع بشاهد الخلق" پس سیری جو خدا کی قدرت کی بینائی کے ساتھ ہو بہتر اُس بھوک سے ہے جو مخلوق کی بینائی کے ساتھ ہوتا کہ اللہ تمہارے دلوں میں نگاہ کرے اور احسان کے بابت جبرئیل علیہ السلام کے سوال میں یہ بھی کہا ہے: "ان تعبدالله كانك تراه فان لّم تكن تراه فانّه يراك" خدا کی پرستش کر گویا کہ اس کو دیکھتا ہے۔ پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا ہے۔ اور داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اور فرمایا: "يا داؤد اتدری مامعرفتی قال لا قال هی حیات المحب فی مشاهدتی" اے داؤد! کیا تو جانتا ہے کہ میری معرفت کیا چیز ہے؟ کہا نہیں اللہ نے فرمایا کہ میری معرفت میری قدرتوں کے مشاہدہ میں دل کی زندگانی اور مشاہدہ کی عبادت سے اس گروہ کی مراد ولی کا دیدار ہے کیونکہ دل میں حق تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ میں دیکھتا ہے اور عطا کے بیٹے ابو العباس کہتے ہیں خداوند تعالیٰ کے اس قول میں "ان الذين قالو اربنا الله با لمجاهده ثم استقاموا علىٰ بساط المشاهدة" تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کہا ہے ہمارا رب اللہ ہے مجاہدہ میں اور مشاہدہ میں کہ فرش پر کھڑے ہوئے اور مشاہدہ کی حقیت دو طرح پر ہوتی ہے ایک یقین کی صحت اور دوسری محبت کے غلبہ سے کیونکہ جب دوست کے لئے محبت کا غلبہ اس درجہ پر پہنچے کہ اس کی بکلیت سے سب دوست کی حدیث ہو جاوے تو وہ اُس کے سوا نہیں دیکھتا۔

((محشی))

حدیث 7: ((فا الشبع بشماهدة الحق خير من الجوع بشاهد الخلق))

ترجمہ: مشاہدہ حق کے ساتھ سیری، لوگوں کے مشاہدہ کے ساتھ بھوکے رہنے سے بہتر ہے۔

(کشف المحجوب، باب7، صفحہ514)

حدیث8 : ((ان تعبداللہ کانک تراہ فان لّم تکن تراہ فانّہ یراک))

ترجمہ: تم خدا کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اس کا مشاہدہ کر رہے ہو اگر ایسا نہ کر سکو تو یوں سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (کشف المحجوب، باب8، صفحہ521)

حدیث9 :((یا داؤد اتدری مامعرفتی قال لا قال ھی حیات ...الخ))

ترجمہ: اے داؤد! تم جانتے ہو کہ میری معرفت کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا: وہ دل کی زندگی ہے جو میرے مشاہدے سے پیدا ہوتی ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ521)

حدیث10 : ((ان الذین قالو اربنا اللہ با لمجاھدہ ثم....الخ))

ترجمہ: جنہوں نے مجاہدے میں کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے تو وہ مشاہدے کے فرش پر استقامت رکھتے ہیں۔ (کشف المحجوب، باب8، صفحہ521)

(مصنف) اور واسع کے بیٹے محمد نے کہا ہے: "مارأیت شیئا قطّ الا ورأیت اللّٰہ فیہ ای: بصحۃ الیقین" میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ دیکھا مگر یہ اس میں میں نے اللہ کی قدرت کو دیکھا ہے اور شبلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے "ومارأیت شیئا قطّ الا اللّٰہ یعنی بغلبات المحبۃ وغلیان المشاھدۃ" میں نے جس چیز کی طرف دیکھا ہے خدا کے لئے دیکھا ہے یعنی اُس کی محبت کے غلبہ اور اس کی قدرت کے مشاہدہ میں ایک گروہ تو فعل کو اور ایک گروہ فعل کے دیکھنے میں بھید کی آنکھ سے فاعل کی قدرت کو۔ ایک گروہ کو محبت تو محبت دنیا کے سب تعلقات سے اَلگ کر دیتی ہے تا کہ وہ سب چیز میں فاعل کی قدرت دیکھے پس اس فعل کا طریق دلیل لائی ہے اور پہلا جذب ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ ایک دلیل لانے والا ہوتا ہے تا کہ خدا کی دلیلوں کا ثبوت اس پر ظاہر ہو۔ اور ایک جذب کیا گیا بو وہ ہوتا ہے یعنی خدا اُس کی حقیقتوں اور دلیلوں کے حجاب ہوتا ہے: "لان من عرف شیئا لا یطمئن غیرہٗ ومن احب شیئاً لا یطالع غیرہٗ فترك المنازعة مع اللّٰہ والا اعتراض علیہ فی

احکامه و افعاله" کیونکہ جو پہچانتا ہے غیر کے ساتھ آرام نہیں کرتا اور جو دوست رکھتا ہے وہ غیر کو نہیں دیکھتا پس وہ اللہ سے خصومت کو ترک کر دیتا ہے۔

((محشی))

قال ابن واسع:((مارأيت شيئا قطّ الا ورأيت الله فيه أى: بصحة اليقين))
ترجمہ: میں کسی چیز کو نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ صحت یقین کے ساتھ ہوتا ہے۔ (کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 522)

قال شبلی: ((ومارأيت شيئا قطّ الا الله يعنى بغلبات المحبة...الخ))
ترجمہ: کوئی چیز اللہ کے سوا مجھے نظر آتی ہی نہیں یعنی یہ حالت غلبہ محبت اور مشاہدے کے جوش کی وجہ سے ہے۔ (کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 522)

حدیث 11 : ((لان من عرف شيئا لايطمئن غيرهٗ ومن احب ...الخ))
ترجمہ: اس لیے کہ جو کچھ معرفت رکھتا ہے، وہ غیر سے چین نہیں پاتا اور جو محبت رکھتا ہے وہ غیر کو نہیں دیکھتا، لہٰذا وہ فعل پر جھگڑتا نہیں کہ وہ جھگڑالو بنے اور نہ اس کے فعل و حکم پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ متصرف بنے۔ (کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 523)

(مصنف) اور اُس کے فعلوں اور حکموں میں اس پر اعتراض نہیں کرتا تاکہ جھگڑا کرنے والا اور تصرف کرنے والا نہ ہو۔ اور خداوند تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ معراج سے ہمیں خبر دی ہے اور فرمایا: "مازاغ البصر وماطغیٰ من شدة شوقه الیٰ الله تعالی" کی طرف شوق شدت سے آنکھ کو کسی چیز پر نہ کھولا تاکہ جو کچھ چاہے تھا دل سے دیکھا جب محب موجودات سے آنکھ کو بند کر دیوے تو ضرور دل میں موجد کو دیکھتا ہے اور خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے: "لقد رایٰ من آیات ربه الکبریٰ" تحقیق دیکھا محمد ﷺ نے معراج کی رات میں خدا کی قدرت کی نشانیوں سے بہت بڑی نشانیاں اور یہ بھی فرمایا ہے: "قل للمومنین یغضوا من ابصارھم" کہہ مسلمان آدمیوں کو کہ اپنی آنکھیں ڈھانپ لیں" ای ابصار العیون من الشھوات وابصار القلوب عن المخلوقات" یعنی بینائی کی آنکھوں کو شہوتوں سے اور دل کی آنکھوں کو مخلوقات سے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿مازاغ البصر وماطغیٰ من شدّة شوقه الیٰ اللّٰه تعالی﴾

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق کی شدت میں آنکھ کو کسی چیز کی طرف نہ پھیرا۔

(کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 523)

قولہ تعالیٰ: ﴿لقد رایٰ من آیات ربّه الکبریٰ﴾

ترجمہ: بلاشبہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

قولہ تعالیٰ: ﴿قل للمومنین یغضوا من ابصارهم﴾ ای ابصار العیون من الشهوات وابصار القلوب عن المخلوقات

ترجمہ: اے محبوب! تم مسلمانوں سے فرمادو کہ اپنی آنکھیں بند رکھیں یعنی سر کی آنکھوں کو شہوتوں سے اور دل کی آنکھوں کو مخلوقات کی طرف دیکھنے سے جو شخص چشم سر کو مجاہدے کے اندر شہوت سے بند رکھتا ہے، یقیناً وہ باطنی آنکھ سے حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 523)

(مصنف) پس جو آدمی مجاہدہ میں بھید کی آنکھ کو شہوتوں سے بند کر لیتا ہے وہ ضرور خدا کو بھید کی آنکھ سے دیکھتا ہے: "فمن اکثر اخلص مجاهدة کان اصدق مشاهدة" پس باطن کا مشاہدہ ظاہری مشاہدہ کے نزدیک ہوتا ہے اور عبداللہ تستری کے بیٹے سہل نے کہا ہے: "ومن غضّ بصرهٔ عن الله طرف عین لا یهتد طول عمره" جو کوئی بینائی آنکھ کی جھپکنے کا مقدار خدا سے بند کر لیتا ہے وہ کبھی راستہ نہیں پاتا ہے کیونکہ غیر کی طرف توجہ کرنی غیر کی طرف لوٹنا ہے اور جس کو غیر پر چھوڑ دیا وہ ھلاک ہوا۔ پس اہل مشاہدہ کی عمر وہ ہوتی ہے جو مشاہدہ میں کہ عمر وہ ہوتی ہے جو مشاہدہ میں ہو اور معائنہ میں ہو یعنی دنیا میں اُس کو عمر میں شمار نہیں کرتے کیونکہ وہ ان کے نزدیک حقیقت میں موت ہوتی ہے جیسا کہ ابو یزید سے لوگوں نے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے جواب دیا کہ چار سال۔ لوگوں نے کہا یہ کیونکر ہوتا ہے کہا ستر سال ہوئے ہیں کہ میں دنیا کے حجاب میں ہوں۔ مگر چار سال ہوئے ہیں کہ میں اس کو دیکھتا ہوں اور حجاب کا زمانہ عمر میں نہیں ہوتا۔

((محشی))

حدیث12 : ((فمن اکثر اخلص مجاهدة کان اصدق مشاهدة))

ترجمہ: جو کثرتِ اخلاص کے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے، وہ مشاہدے میں سب سے زیادہ صادق ہوتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ 523)

حدیث13 : ((ومن غض بصرهٔ عن الله طرف عین .....الخ))

ترجمہ: جو شخص ایک لمحہ کے لیے بھی حق تعالیٰ کی طرف سے آنکھیں بند رکھتا ہے تمام عمر وہ ہدایت نہیں پاتا۔ (کشف المحجوب، باب8، صفحہ 524)

(مصنف) اور دعا کے حال میں شیخ شبلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے: "اللهم اخباء الجنة و النّارفی جنایا غیبك حتی نعبدك بغیر واسطۃ" اے اللہ بہشت اور دوزخ کو اپنے غیب کے خزانوں میں پوشیدہ کر اور ان کی یاد لوگوں کے دلوں سے بھلا دے تاکہ اُن کے لئے تیری پرستش نہ کریں۔ جب بہشت میں طبع کو نصیب نہ ہو آج کے دین یقین کے حکم کے موافق عابد اس غرض کے واسطے عبادت کرتا ہے اور جب دل کو محبت سے نصیب ہو تو غافل ضرور مشاہدہ سے محجوب ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی ہے کہ خدا کو میں نے نہیں دیکھا ہے اور ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا ہے کہ خدا کو میں نے دیکھا ہے وے لوگ اس کے خلاف میں پڑ گئے اور جس نے اچھی طرح غور کیا اس نے مطلب کو سمجھ لیا جو یہ کہ میں نے اس کو دیکھا بھید کی آنکھ سے مراد دلی ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ہے ایک اہل باطن اور ایک اہل ظاہر سے ہر ایک سے اس کے زمانہ کے موافق سخن کہا پس جب بھید کی آنکھ سے دیکھا اگر ظاہری کی دانست نہ ہوتی تو نہ سہی کیا زبان ہے اور جنید نے کہا ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھے کہے کہ مجھ کو دیکھ تو میں کہوں گا کہ میں نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ آنکھ دوستی میں غیر اور بیگانہ ہوتی ہے اس لئے غیرت کی غیرت دیدار سے مجھے باز رکھے گی کیونکہ دنیا میں آنکھ کے واسطے کے سوا میں اس کو دیکھتا ہوں پس عاقبت میں کیا واسطہ کروں "والله الهادی" اور اللہ ہدایت کرنے والا ہے۔

....

((محشی))

قال شبلی : ((اللھم اخباء الجنة و النّارفی جنایا غیبک ....الخ))

ترجمہ:اے اللہ تعالیٰ! جنت ودوزخ کواپنے غیب کے خزانوں میں پوشیدہ رکھ اوران کی یاد لوگوں کے دلوں سے فراموش کردے تاکہ ہم بغیر کسی واسطہ کے خالص تیری عبادت کرسکیں۔

(کشف المحجوب،باب8،صفحہ 524)

(مصنف)دوست کواپنی آنکھوں سے دریغ کہتے ہیں کیونکہ آنکھ بیگانی ہوتی ہے لوگوں نے اُس پیرکو کہا کہ تو چاہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کو دیکھے، جواب دیا نہیں۔پوچھا کس لئے۔کہا جب موسیٰ علیہ السلام نے چاہا پر نہ دیکھا اور محمد ﷺ نے نہ چاہا اور دیکھا۔پس ہمارا چاہنا خدائے تعالیٰ کے دیدار سے بہت بڑا حجاب ہے کیونکہ دوستی میں ارادہ کا وجود مخالفت ہے اور مخالفت حجاب ہوتا ہے اور جب ارادہ دنیا میں تمام ہوجائے تو مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور جب مشاہدہ نے قیام پایا تو دنیا عاقبت کی طرح ہوتی ہے اور عاقبت دنیا کی طرح،اور بایزید بسطامی نے کہا کہ ’’انّ اللہ عباد لو حجبوا عن اللہ فی الدنیا والا خرة لا رتدّوا‘‘ خدا کے بندے ایسے ہیں کہ اگر دنیا اور عاقبت میں آنکھ جھپکنے کے برابر اُس سے محجوب ہوں تو مرتد ہوجائیں خدائے تعالیٰ ہمیشہ ان کو مشاہدہ کی ہمیشگی سے پرورش کرتا ہے اور محبت کی حیاتی سے ان کو زندہ رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ جب مکاشفہ سے محجوب ہوتے ہیں تو ان کے روکے جاتے ہیں۔

((محشی))

قال بسطامی: ((انّ اللہ عباد لو حجبوا عن اللہ فی الدنیا ....الخ))

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر دنیا وآخرت میں وہ اللہ تعالیٰ سے ایک لمحہ کے لیے محجوب ہوجائیں تو وہ مرتد ہوجائیں۔ (کشف المحجوب،باب8،صفحہ 526)

(مصنف)ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ ایک دن میں مصر میں جاتا تھا میں نے لڑکوں کو دیکھا کہ ایک جوان کے پیچھے پتھر پھینکتے تھے۔میں نے کہا اس سے کیا چاہتے ہو۔لڑکوں نے جواب دیا کہ یہ دیوانہ ہے میں نے پوچھا کون سی جنون کی علامت اس پر ظاہر ہے کہنے لگے یہ کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں۔میں نے اس جوان سے پوچھا کہ اے جواں مرد یہ تو کہتا ہے یا لڑکے تجھے کہتے ہیں۔جواب دیا کہ لڑکے یوں ہی نہیں کہتے بلکہ میں کہتا ہوں کیونکہ اگر

ایک لحظہ میں خدا کو نہ دیکھوں اور محجوب رہوں تو میں اس کی اطاعت نہیں رکھتا لیکن اس قصبہ کے لوگوں میں سے ایک قوم ہے کہ اس جگہ غلطی واقع ہوئی ہے گمان کرتے ہیں کہ دلوں کا دیکھنا اور اس کا مشاہدہ ایک صورت ہے جو ذکر یا فکر کی حالت میں وہم اس کو دل میں ثابت کرتا ہے اور یہ محض تشبیہ اور ظاہر گمراہی ہوتی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ کا اندازہ نہیں ہے تا کہ وہم سے دل میں اندازہ پکڑے۔ اور یا عقل اس کی کیفیت پر آگاہ ہو جو چیز موہوم ہوتی ہے وہ وہم کی جنس ہوتی ہے۔ اور جو چیز معقول ہوتی ہے وہ عقل کی جنس ہوتی ہے اور جو چیز خداوند تعالیٰ کے جنسوں کے مانند نہیں ہے اور لطیف اور کثیف چیزیں سب ایک دوسری کی جنسیں ہیں جو ایک دوسری کے لئے ان کی ضد کے مقام میں ہیں اس لیئے کہ توحید کی تحقیق میں جنس قدیم کے پہلو میں ضد ہے اور ضدیں محدث ہوتی ہیں اور حادثے ایک جنس میں "تعالى الله عن ذالك وعمّا يصفه الملاحدة علوّا كبيراً" بلند ہے خدائے تعالیٰ اس سے اور اس سے جو بے دینوں نے اس کی صفت کی ہے بہت ہی بلند، پس مشاہدہ دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسے عاقبت میں دیدار ہوتا ہے تو دنیا میں بھی مشاہدہ روا ہوتا ہے پس فرق ہوتا ہے اُس مخبر کے درمیان جو عاقبت کے دیدار سے خبر دیتا ہے اور اس مخبر کے درمیان جو عاقبت کے مشاہدہ سے یوں خبر دیتا ہے جو ان دونوں معنوں سے خبر دیتا ہے اور نہ دعوے سے یہ کہتا ہے کہ اس کا دیدار اور مشاہدہ روا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ مجھے دیدار ہوا ہے اور یا مشاہدہ ہے کیونکہ مشاہدہ بھید کی صفت ہوتی ہے اور خبر دیتی زبان کی عبارت۔ اور جب زبان کو بھید سے خبر ہو تا ہے عبارت کرے تو یہ مشاہدہ ہے نہیں ہوتا بلکہ دعویٰ ہوتا ہے کیونکہ اُس کی خبر ہو۔ تا کہ جس کی حقیقت عقلوں میں ثابت نہ ہو زبان اس سے کیونکر عبارت کر سکتی ہے جائز معنوں کے سوا "لانّ المشاهدة قصر اللّسان بحضور الجنان" کیونکہ مشاہدہ دل کا حاضر ہونا ہے مع عجز زبان کے پس ان معنوں میں نطق ہے اور سکوت کو بہت بڑا درجہ ہوتا ہے کیونکہ سکوت مشاہدہ کی علامت ہوتی ہے اور گویائی کسی چیز پر گواہی دینے کا نشان ہوتا ہے اور کسی چیز کے مشاہدہ اور کسی چیز پر نشان دینے میں بڑا فرق ہے اسی واسطے پیغمبر ﷺ نے قرب کے درجہ اور اعلیٰ محل میں جو حق تعالیٰ نے ان کو اس سے مخصوص کیا ہوا تھا فرمایا: "لا احصى ثناء عليك" میں تجھ پر تیری تعریف نہیں کر سکتا کیونکہ آپ مشاہدہ میں تھے اور مشاہدہ دوستی کے درجہ میں یگانگی ہوتی ہے اور یگانگی عبارت بیگانگی پھر کہا: "انت كما اثنيت على نفسك" تو وہ ہے کہ جس

نے اپنے پر ثنا کہی ہو۔ یعنی اس جگہ تیرا کہا ہوا اور میرا کہا ہوا ہوتا ہے اور تیری ثنا اور میری ثنا زبان کو میں اس کے لائق نہیں رکھتا کیونکہ یہ میری حال سے عبارت کرتی ہے اور بیان کو میں اس کا مستحق نہیں دیکھتا کہ وہ میرے حال کو ظاہر کرے ان معنوں میں ایک کہتا ہے۔

....

((محشی))

حدیث14: ((تعالی اللہ عن ذالک وعمّا یصفه الملاحدة ....الخ))

ترجمہ: دنیا میں مشاہدہ، آخرت میں دیدار کے مانند ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ 526 تا 527)

حدیث15: ((لانّ المشاهد ة قصر اللّسان بحضور الجنان ....الخ))

ترجمہ: مشاہدہ زبان کی عاجزی کے ساتھ قلوب کا حضور ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ 527)

حدیث16 : ((لا احصی ثناء علیک))

ترجمہ: میں تیری ثناء کو محدود نہیں کر سکتا۔ (کشف المحجوب، باب8، صفحہ 527)

حدیث17 : ((انت کما اثنیت علیٰ نفسک))

ترجمہ: تو وہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثناء فرمائی ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ 527)

(مصنف) جسے میں دوست رکھتا تھا اس کی میں نے آرزدگی کی۔ مگر جب میں نے اس کو دیکھا تو میں مدہوش ہو گیا اور میں اپنی زبان یا کسی عضو پر مالک نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: "والذین جاهدوا فینا لنهد ینهم سبلنا" اور جن لوگوں نے ہمارے راستہ میں محنت کی البتہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دینگے اور نبی ﷺ نے کہا ہے: "المجاهد من جاهد نفسه فی اللّٰه" کرنے والا وہ ہے جس نے خدا کے راستہ میں نفس سے جہاد کیا اور یہ بھی کہا ہے: "رجعنا من الجهاده الاصغر الی الجهاد اه الاکبرا" یعنی لوٹے ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جہاد اکبر کیا ہے فرمایا مجاہدۂ نفس۔ اور رسول اللہ ﷺ نے نفس کے مجاہدہ کو جہاد پر بزرگ رکھا ہے کیونکہ اس کا رنج زیادہ ہوتا ہے وجہ یہ ہے نفس کا مجاہدہ

حرص اور ہوا کا دور کرنا ہے اور جہاد قہر کرنا۔ پس پہچان نفس کے مجاہدہ کا طریقہ واضح اور ظاہر ہے، اور سب دینوں اور ملتوں کے لوگوں کے درمیان ستودہ ہے اور اس طریقت کے لوگوں میں روایت سے مختص ہے اور ان کے خاص عام میں یہ عبارت مستعمل اور جاری ہے اور ان معنوں میں مشائخوں کی بہت رمزیں اور بہت نکتے ہیں۔

((محشی))

حدیث 18 : ((والذین جاهد وانینا لنهد ینهم سبلنا))

ترجمہ: جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم نے انہیں اپنا راستہ دکھایا۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 321)

حدیث 19 : ((المجاهد من جاهد نفسه فی الله))

ترجمہ: مجاہد وہ ہے جس نے راہ خدا میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 321)

حدیث 20 : ((رجعنا من الجهاده الاصغر الی الجهاد الی الاکبرا))

ترجمہ: اب ہم چھوٹے جہاد یعنی غزوے سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 321)

(مصنف) سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ اس کے اصل میں زیادہ مبالغہ کرتے ہیں اور مجاہدہ میں ان کی بہت دلیلیں ہیں اور ذکر کرتے ہیں کہ سہل نے اپنی یہ عادت کی تھی کہ پندرہویں روز ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور تھوڑی غذا پر بڑی لمبی عمر پائی سب محقق مجاہدہ کو ضروری سمجھتے ہیں اور مجاہدہ کو مشاہدہ کا سبب رکھتے ہیں ایسا ہی سہل نے مجاہدہ کو علت کہا ہے اور طلب یعنی مجاہدہ یافت یعنی عرفان حق میں بہت ہو موثر بیان کیا ہے سہل دنیا کی زندگانی کو جو طلب میں ہو عاقبت کی حیاتی پر جو مراد کے حصول میں ہو بزرگ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اس کا پھل ہے جب تو دنیا میں خدمت کرے گا تو عاقبت میں قربت پائے گا بغیر خدمت وہ قربت نہیں ہونی چاہئے کہ خدا سے پہنچنے کی علت بندہ کا مجاہدہ ہو جس کو خدا کی توفیق سے کرے: ''المشاهدة مواریث المجاهدات'' یعنی مشاہدہ سے مجاہدہ کی میراث ہیں اور دوسرے

کہتے ہیں کہ خدا کے وصول کے واسطے علت نہیں ہوتی کیونکہ جو خدا کو پہنچتا ہے خدا کی بخشش سے پہنچتا ہے اور بخشش کو فعل سے کیا کام ہے پس مجاہدہ نفس کی تہذیب کے لئے نہ قرب کی حقیقت کے لئے کیونکہ مجاہدہ کا رجوع بندہ کی طرف ہوتا ہے اور مشاہدہ کا حوالہ خدا سے اور اس صورت میں محال ہے کہ یہ اس کا سبب ہو یا اس آلہ اس قول میں سہل قرآن شریف کی آیت پیش کرتے ہیں "والذین جاھدو فینا لنھد ینھم سبلنا" اور جن لوگوں نے ہمارے راستے میں محنت کی البتہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلائیں گے اور جو مجاہدہ کرتا ہے وہ مشاہدہ پاتا ہے۔

((محشی))

حدیث 21:((والذین جاھد وانینا لنھد ینھم سبلنا))

ترجمہ: جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم نے انہیں اپنا راستہ دکھایا۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 321)

(مصنف) اور تینوں کا وارد ہونا اور شریعت کا ثبوت اور کتابوں کا نازل ہونا اور تکلیف کے احکام بھی سب مجاہدہ ہیں اگر مجاہدہ مشاہدہ کی علت نہ ہوتا تو ان سب کا حکم باطل ہو جاتا اور یہ بھی ہے کہ دین اور عاقبت کے احوال کے سبب احکام۔ حکم وعلتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جو حکم سے علتوں کی نفی کرتی ہے اس سے شرع ورسم سب اٹھ جاتے ہیں نہ اصل میں تکلیف کا ثبوت درست ہوتا ہے نہ فرع میں۔ کھانا بھوک کے دفع کرنے کے واسطے اور کپڑے سردی کے دور کرنے کے لئے علت ہوتا ہے اور علتوں کی نفی کل معنوں میں کی تعطیل ہوتی ہے۔ پس فعلوں میں سببوں کا دیکھنا توحید ہے اور اس کا دور کرنا تعطیل اور اس کے لئے مشاہدہ میں دلیلیں ہیں اور اس کا انکار مشاہدہ کا انکار ہوتا ہے اور ظاہر مکابرہ اپنی بزرگی جتانے کے لئے بحث کرتا ہے اور نہیں دیکھتا کہ سرکش گھوڑے کو ریاضت کے ذریعہ چار پائے کی صفت سے آدمی کی صفت میں لے آتے ہیں اور چار پائے کی صفتیں اس میں بدل دیتے ہیں کیونکہ کوڑا زمین سے اٹھاتا ہے اور اپنے مالک کو دیتا ہے اور گیند ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے اور ایسا ہی اور بھی۔ اور ایک بے عقلی عجمی لڑکے کو ریاضت سے عربی زبان سکھاتے ہیں اور اس کی طبعی گویائی کو بدل دیتے ہیں اور پھر وحشی کو ریاضت سے اس درجہ پر پہنچا دیتے ہیں کہ جب اس کو چھوڑ دیں تو چلا

Madaarimedia.Com

جاتا ہے اور جب اس کو بلائیں تو آجاتا ہے اور رنج اور قید آزادی اور چھوڑ دینے سے اس کو زیادہ دوست ہوتا ہے اور پلید کتے کو مجاہدہ سے اس درجہ میں پہنچاتے ہیں کہ اس کا مارا ہوا حلال ہوتا ہے اور بے مجاہدہ اور ریاضت نہ پائے ہوئے آدمی کا مارا ہوا حرام وغیرہ وغیرہ پس شرع اور رسم کا مدار مجاہدہ پر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے باوجود حصول قرب اور مقصود پالینے اور عاقبت میں امن دیئے جانے اور عصمت کی تحقیق ہوجانے کے پھر بھی دنوں کی عبادت اور راتوں کی بیداری میں اس قدر سخت اور مجاہدہ کئے ہیں کہ یہ حکم آیا کہ اے محمد ﷺ "ما انزلنا علیك القران لتشقی" نہیں بھیجا ہم نے قرآن تجھ پر اس لئے کہ تو اپنے کو ہلاک کرے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿ طٰہٰ ما انزلنا علیك القران لتشقی ﴾

ترجمہ: (پارہ:سورۃ،آیت نمبر:)

(مصنف) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی عمارت کے وقت اینٹیں کھینچ رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ اس میں آپ کو تکلیف پہنچتی ہے آپ سے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ اینٹیں مجھے دیجئے تاکہ آپ کی جگہ میں یہ کام کروں آپ نے کہا اے ابو ہریرہ "خذ غیر هافانه لا عیش الا عیش الا خرة" تو اور اینٹیں اٹھا کیونکہ عیش کا مقام آخرت ہے اور یہ رنج اور مشقت کا مقام ہے اور حیان بن خارجہ روایت کرتا ہے کہ میں نے عمر کے بیٹے عبداللہ سے پوچھا کہ آپ اعزہ کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جواب دیا: "ابدأ نفسك فجاهدها وابداء بنفسك فاغزها فانك ان قتلت مارًا بعثك الله مرائیاً وان قتلت صابراً محتسباً بعثلك الله صابراً محتسباً" تو اپنے نفس سے جہاد کر اور اپنے نفسوں سے جہاد کر پس اگر تو اسے قتل کرے گا یعنی مغلوب بنالے گا تو قیامت کے دن اللہ تجھے صابر اور محتسب اٹھائے گا پس جس قدر عبادت کی ترکیب اور تالیف کو معنی بیان کرنے کی حق میں اثر ہے اس قدر مجاہدہ کی ترکیب اور تالیف کو معنوں کے اصول میں اثر ہے جیسا کہ بیان عبادت اور عبارت کی تالیف کے سوا درست نہیں ویسا ہی اصول مجاہدہ اور اس کی ترکیب کے بغیر درست نہیں اور جو اس کے سوا دعویٰ کرتا ہے وہ خطا کرنے والا ہوتا ہے کیونکہ جہاں اور اس کے حدوث کا ثبوت اس کے پیدا کرنے والے کی معرفت کی دلیل ہے اور نفس کی

معرفت اس کا مجاہدہ معرفت خدا کے وصل کی اور ایک دوسرے گروہ کی یہ حجت ہے کہ یہ آیت تفسیر میں مقدم و موخر ہے جیسا کہ "والذین جاھد وا فینا النھد ینھم سبلنا: ای والذین ھدیناھم سبلنا جاھدوا فینا" اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں محنت کی البتہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیں گے یا جن کو ہم نے اپنی راہ دکھلائی اس راہ میں انہوں نے کوشش کی۔

....

((محشی))

حدیث 22 : ((خذ غیر ھافانہ لا عیش الا عیش الا خرۃ))

ترجمہ: تم اور کام کرو کیونکہ حقیقی عیش تو آخرت کا ہی عیش ہے۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 324)

حدیث 23: ((ابدأ بنفسک فجاھدھا وابداء بنفسک فاغزھا ...الخ))

ترجمہ: پہلے اپنے نفس سے جہاد کی ابتداء کرو اور اس کے ساتھ جنگ شروع کرو اب اگر تم بھاگتے ہوئے مارے گئے تو اللہ تعالیٰ بھاگنے والوں میں تمہیں اٹھائے گا اور اگر تم ریا کاری میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ ریا کاروں میں اٹھائے گا اور اگر حصول اجر و ثواب کے لیے صبر و تحمل میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صابرین اور شاکرین میں اٹھائے گا۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 325)

حدیث 24: ((والذین جاھد وافینا لنھد ینھم سبلنا))

ترجمہ: جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم نے انہیں اپنا راستہ دکھایا۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 321)

(مصنف) اور رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے کوئی تم میں سے اپنے عمل سے نہیں چھوٹے گا لوگوں نے کہا اے رسول اللہ کے آپ بھی خلاصی نہیں پا سکتے ہیں فرمایا اس کے سوا میں بھی چھوٹوں گا کہ خدا تعالیٰ مجھ پر رحمت کرے پس مجاہدہ بندہ کا فعل ہوتا ہے اور محال ہے کہ بندہ بندے کی نجات کا سبب ہو۔ پس بندہ کی خلاصی اور نجات خدا کے ارادہ کے متعلق ہے اور نہ مجاہدہ کے کیونکہ خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے: "فمن یرد اللہ ان یھدیہٗ یشرح صدرہٗ للاسلام ومن یرد ان یضلہٗ یجعل صدرہٗ ضیقاً حرجاً" پس جس کے لئے اللہ یہ ادارہ کرتا ہے کہ اس کو ہدایت کرے اسلام کے لئے اس کا سینہ کھول دیتا ہے اور جس کے لئے یہ ارادہ کرتا

ہے کہ اس کو گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ اور بند کردیتا ہے اور یہ بھی کہا ہے: "تو تی الملک من تشاء و تنزع الملک ممّن تشاء" جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے اپنے ارادہ کے ثبوت سب آدمیوں کے تکلف کی نفی کردی اور اگر مجاہدہ وصول کی علت ہوتا تو شیطان مردود نہ ہوتا اور اگر مجاہدہ کی ترک خدا سے رو ہونے کی علت ہوتی تو آدم علیہ السلام کبھی مقبول اور مصفانہ ہوتے پس کام عنایت کی سبقت چاہتا ہے اور نہ مجاہدہ کی کثرت۔ ایسا نہیں ہے کہ جو زیادہ مجاہدہ ہو زیادہ امن میں ہو بلکہ جس پر زیادہ عنایت ہوتی ہے وہ خدا کے نزدیک ہوتا ہے۔ ایک شخص حجرے میں طاقت کرنے والا خدا سے دور ہوتا ہے۔ اور ایک شخص شرانجام میں گنہگار خدا کے نزدیک ہوتا ہے اور سب معنوں زیادہ شریف معنی ایمان ہے جو لڑکا مکلف نہیں ہے اس کا حکم ایمان کا ہوتا ہے اور مجنوں کا بھی ایسا ہی ہوتا ہے اے طالب ان مطلبوں کی معنی کو خوف طولانی سے مختصر کرکے آگاہ کیا ختم ہے۔

((محشی))

حدیث25: ((فمن یرد اللہ ان یھدیہٗ یشرح صدرہٗ للاسلام و ...الخ))

ترجمہ: جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہدایت پائے تو اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے اس کا سینہ کھول دیتا ہے، اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہو کہ وہ گمراہ رہے تو وہ اس کے سینہ کو بہت زیادہ تنگ کردیتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ326)

حدیث26: ((تو تی الملک من تشاء و تنزع الملک ممّن تشاء))

ترجمہ: جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک لیتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ326)

عبادت اور مراقبہ میں فرق:

مراقبہ اور عبادت میں فرق پر بات کرنے سے پہلے یہ بات قابل توجہ ہے کہ عبادت سے مراد کس مذہب ۔ سے ہے؟ اگر یہاں مراقبہ سے مراد تمام مذاہب سے ہے تو پھر اس موضوع پر الگ الگ ہر مذہب کی عبادت سے مراقبہ کا موازنہ لازم آتا ہے۔ لیکن پھر ایسی صورت میں اسے عبادت اور مراقبہ میں فرق کے بجائے عبادت اور تعمق میں فرق کہنا زیادہ

موزوں ہوگا اور اس کی منطقی وجہ یہ ہے کہ مراقبہ اپنی اصل میں اسلامی پس منظر رکھتا ہے اور مراقبہ اور عبادت میں فرق کی عبارت استعمال کی جائے تو اس سے ذہن میں مراقبہ اور نماز کا فرق ہی آتا ہے جبکہ meditation چونکہ ہر مذہب میں استعمال ہونے والا ایک تصور ہے (گو اس کے ہر زبان میں الگ الگ نام ہیں) اور عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں اس کے لئے مراقبے کے ساتھ ساتھ تعمق کا لفظ لغات میں آتا ہے، لغات میں مراقبے کو استبصار بھی کہا جاتا ہے لیکن یہ اپنے معنوں میں سے زیادہ قریب ہے۔ عبادات میں اللہ سے بات کی جاتی ہے اور اپنا رابطہ ازل سے جوڑا جاتا ہے مگر مراقبہ میں اپنے باطن کی اتھاہ گہرائیوں میں جا کر اپنے اللہ کو سنا جاتا ہے اور کائنات کی حقیقت سے نا صرف سنا شاہوا جاتا ہے بلکہ مشاہدہ قدرت بھی کیا جاتا ہے۔ مراقبہ کا نصب العین (مقصد) صرف اور صرف آپ کے جسم، جذبات، اور ذہن کو یکجا کرنا ہے اور اس اعلیٰ درجے کی یکسوئی کا مقصد صرف اپنے باطن میں موجزن آگہی کے بحرِ بیکراں میں غوطہ زن ہونا ہے یہیں سے کشف و وجدان کے دھارے پھوٹتے ہیں۔ اسطرح ایک انسان کا رابطہ کائنات کی اصل سے جڑ جاتا ہے اور علم و عرفان کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ کامیابیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور انسان پستی کے گرداب سے نکل کر ہستی کے نئے میدان میں آجاتا ہے جہاں ہر طرف بہار ہی بہار ہے۔ بہار بھی ایسی کہ خزاں نہیں ہوتی اور سوچ انسانی آسمان کی بلندی کو چھوتی ہے اور لذت بھی ایسی. کہ جیسے روح ستاروں کے درمیاں گزرے یہی زندگی کا موسم بہار ہے جسکے آجانے کے بعد ہر طرف کامیابیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور انسانی سوچ کا سفر ایک نئی سمت گامزن ہوجاتا ہے۔ جسکے سامنے ایک وسیع و عریض میدان عمل ہے اور یہاں کی سلطنت میں صرف آج کی حکمرانی جبکہ گذشتہ کل کی کسی تلخی کا دکھ نہیں اور آنے والے کل کی خوشیوں کا دور دورہ ہے۔ یہاں لذت و سرور کا وہ سماں ہے جو کہ دنیا کے کسی نشے میں نہیں۔ اور خواب حقیقت کے روپ میں بدل جاتے ہیں جبکہ زندگی سوچوں کی تنگ و تاریک گلیوں میں دھکے کھانے کے بجائے روشن اور وسیع میدانوں میں سفر کرتی ہے۔ اب اسکا سفر کوئی سڑاند والا جوہڑ نہیں کہ جس میں وہ غوطے کھائے بلکہ ایک بحرِ بیکراں جسکے سفینے صرف کامیابی، خشحالی اور سکون کی منزل تک لے جاتے ہیں۔

نفس، میں (مثلاً Ego,Self,) اور مراقبہ:

درحقیقت آپ صرف ایک احساس خودی ہیں اور یہ حس آگاہی ہے نہ کے آپکا ذہن، جسم یا پھر خیالات بلکہ اس مکمل شعوریت (خود آگاہی) ہیں جو کہ محسوس کرتی ہے۔ اور شاہد بنی ہوئی ہیں کہ آپ زندگی میں کیا رول ادا کر رہے ہیں۔ یہ احساس خودی اپنی خاصیت کے اعتبار سے انتہائی پرسکون، ٹھہراؤ والا، از سرنو زندگی بخشنے والا ہے۔ مراقبہ ایک خودی کو اپنے اندر جاننے کا عمل ہے۔ اس موقع پہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک فرد یہ کس طرح جان سکتا ہے کہ اس کے اندر خودی موجود ہے جو ان تمام واقعات و حالات کا مشاہدہ کر رہی ہے جو ہمارا ذہن یا جسم اس زندگی میں کر رہا ہے۔ یہ بات یہاں تک واضح ہوگئی کہ مراقبہ ایک ایسا عمل ہے۔ جو ہمیں اپنے اندر موجود خودی سے ملانے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ خودی اپنی خاصیت کے اعتبار سے انتہائی پرسکون، ٹھہراؤ والی اور از سرنو زندگی بخشنے والی ہے۔ لہٰذا ہم چاہیں گے کہ مراقبہ کو سمجھنے کیلئے ہم سب سے پہلے اپنے اندر موجود خودی کو جانیں۔ آپ اس خودی کو اور بھی نام دے سکتے ہیں۔ مثلاً نفس، میں (مثلاً Ego,Self,) وغیرہ آیئے اب ایک چھوٹا سا تجربہ کرتے ہیں جو انتہائی دلچسپی کا حامل ہے اور آپ کے لئے اس (میں) سے شناسائی کا ذریعہ بنے گا۔

میں (Self) کا انسانی وجود سے تعلق:

آپ اپنی آنکھیں بند کر کے کوئی ایک لفظ، کسی کا نام یا اللہ کا نام 25 مرتبہ اپنے ذہن میں دہرائیں مگر گنتی دل ہی دل میں ہونی چاہیے مگر گنتی کرتے ہوئے ذہن میں کوئی اور خیال نہیں آنا چاہیۓ اور اگر گنتی میں کوئی غلطی ہو تو دوبارہ سے گنتی شروع کر دیئے۔ مگر گنتی ذہن میں ہی رہے نا کہ ہاتھوں یا انگلیوں پہ" اس تجربہ کے کرنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ آپ کامیابی کے ساتھ 25 مرتبہ ایک لفظ اپنے ذہن میں گنتے رہے ہونگے اور خیال بھی ذہن میں آتا ہوگا۔ یا ہوسکتا ہے کہ چند خیالات ذہن سے گزرے ہوں۔ یا پھر پہلی کوشش ناکام ہوگئی ہو اور کئی مرتبہ اس تجربہ کو کرنا پڑا ہو تو پھر جا کر 25 مرتبہ کی گنتی پوری ہوئی ہو یا پھر خیالات بھی آ رہے ہوں اور گنتی بھی جاری رہی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کامیابی کے ساتھ یہ تجربہ نہ کر پائے ہوں کہ آپ 25 مرتبہ کوئی ایک لفظ دہرائیں اور کوئی خیال بھی ذہن میں نہ آئے۔

مراقبہ اور ذات (Self) سے شناسائی:

معاملہ کچھ بھی، تجربہ کچھ بھی ہو، بات حقیقت ہے کہ آپ اپنے اندرونی خودی کے وجود کا انکار نہ کر پائیں گے۔ کیونکہ جب آپکا ذہن گنتی میں مصروف تھا تو وہ کون تھا جو مشاہدہ کر رہا تھا کہ ذہن سے خیالات گزر رہے ہیں؟ وہ کون تھا جو ایک ہی وقت میں مشاہدہ کر رہا تھا کہ ذہن میں خیالات بھی آ رہے ہیں اور گنتی بھی ہو رہی ہے؟ کیونکہ آپ کا ذہن تو یقیناً گنتی میں مصروف تھا۔ یقیناً آپ کہیں گے کہ وہ میں تھا جو دیکھ رہا تھا کہ کوئی خیال ذہن میں آ رہا ہے اور گنتی بھی صحیح ہو رہی ہے۔ وہ کون تھا جو مشاہدہ کر رہا تھا؟ آپ کا جسم یا پھر آپ کا ذہن؟ یا پھر آپ خود؟ اگر آپ یہ سارا عمل دیکھ رہے تھے تو آپ کو اپنے ذہن اور جسم سے علیحدہ ہونا چاہیے۔ جی ہاں! دراصل یہ حس آگاہی ہی تو خودی (I-Self) ہے جو آپکو اپنے خیالات تصورات سے آگاہ کرتی اور صرف اور صرف خودی (me-Self) ہی ہے جو آپکو بتلاتی ہے کہ آپکے اندر اور باہر کیا ہو رہا ہے؟ کہاں ہو رہا ہے؟ و دیگر سے آگاہی کا سبب بنتی۔ اس جاننے والے کو جاننے کا عمل ہی مراقبہ ہے۔ مراقبہ دراصل اپنی ذات سے شناسائی کا عمل ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت اکتوبر 2008ء، آزاد دائرہ المعارف، وکی پیڈیا، 5 جنوری، 2013ء)

(مصنف) مجلس پنجم اس کے پڑھنے والے اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطر فرما بحق محمد و آل محمد ﷺ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین تا کہ صادقوں کی عاقبت بخراور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر حود خانوادہ بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین و یا خیر الناصرین الحمد اللہ رب العالمین۔ الفاتحہ الی روح حضرت جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم و بروح پرفتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب الاقطاب حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچا دے برحق:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ اجمعین

برحمتك يا ارحم الراحمين

مجلس چھٹی : 6

در بیان حل مسئلہ

(مصنف) ایک مرید نے اپنے پیر سے سوال کیا کہ ہمہ اوست۔ ترجمہ اگر سب وہی ہے تو میں بھی وہی ہوں تو وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور میں جو چاہتا ہوں وہ کیوں نہیں کرتا ہے۔ اور جو شخص قید میں پڑ جاتا ہے پھر کیوں نہیں نکل سکتا یہ کیا سبب ہے اس کے جواب میں مرشد نے مرید کو واسطے شغل کے حکم دیا اس سے معلوم ہو جائے گا اور کچھ نشان بتلا نہ سکے۔ اور کہا مرید نے یقینی برکت شغل فرمائے ہوئے مرشد سے بعد ازاں صادقی اور محنت بہت اٹھانے کے مقصد حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ مدعا ہے کہ اس وقت شان مل جاوے تو سمجھ لے کہ قولہ تعالیٰ: ''ان اللہ علی کلی شئی محیط'' جس طرح کہ یہ آدمی تمام اعضا اپنے پر تدبیر محیط ہے اور مقامات بدن کے اوپر لکھ آئے مغز۔ سر و دل و ناف اور تینوں دل میں ایک ہوئے ہیں اور جو کچھ قدرت الٰہی میں ہے وہ سب انسان میں ہے بلکہ وہ کل ہے اور یہ اس کا جز ہے پھر جو کچھ قوت اور ناتوانی ذات آدمی ہے وہ اس کے بازو میں نہیں ہے اور جس قدر بازو میں ہے موافق اس کے ہاتھ میں نہیں ہے اور جو ہاتھ میں ہے وہ انگلی میں نہیں ہے اگر چہ انگلی بھی تیری ہی ہے۔ اگر انگلی پتھر کے نیچے آ جاوے آپ سے نہیں نکل سکتی جب تک کہ تمام بدن کا تیرے بوجھ اس پر نہ ہو اور دوسرا ہاتھ اس کی مدد کو نہ پہنچے کہ اس پتھر کو اٹھا کر انگلی کو اس کے نیچے نکالے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ احوال اپنے بندہ پر توجہ کرتا ہے اور بندہ خاص اس کی مدد کو بھیجتا ہے تب وہ اسے ان قیود ظاہری سے خلاص کرتا ہے۔ اسی طرح پر مقدمہ خواہش و تمنا و آرزو ہے۔

حکایت: ایک مرشد اپنے مرید کو واسطے سیر ملکوں کے بھیجا تھا کہ جس جگہ تو پہنچے وہاں مشائخوں و نقیروں سے بھی یہ سوال کر کہ ہمہ اوست۔ اور موافق آیت اور حدیث مطابق قول بزرگوں کے ثابت ہے پس اے طالب بندگی کرنی چاہئے اور دوزخ کس کے واسطے پیدا کیا اور بہشت کی وجہ کیا ہے۔ وہ مرید اندھا جہاں تک اور جس طرف جا سکا گیا اور پھر کر اپنے پیر کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں نے کہیں کسی کا کچھ نشان نہ پایا۔ حضرت سید امان اللہ و ثاقی رضی اللہ عنہ

سے ملاقی ہوا اور یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے اس کو نشان دیا کہ اے طالب مولیٰ بھی یہی پہلے جان جیسا کہ انسان اپنے تن میں سوائے اپنے نہیں ہے اور سب دن ہاتھ سر آنکھ اور منہ وغیرہ سب اس کے حکم میں رہتے ہیں اسی طرح انسان کو چاہئے کہ حکم بندگی اپنے خدائے پاک کی میں رہے اور ایسا نہ کرے جیسا کہ لڑکوں کے اعضا ان کے حکم میں نہیں رہتے ہیں بلکہ لڑکا کس طرف کو چلتا ہے ہاتھ ہو یا پاؤں اس کا آگ میں گر پڑتا ہے اور آگ ان کی نگاہ میں اچھی معلوم ہوتی ہے اور وہ جل جاتے ہیں، اسی طرح کے کام جو خلاف شرع ہیں مانند آگ کے ہیں۔ اے طالب نادان و کوتاہ اندیش سمجھ والوں کے دیکھنے میں اچھی طرح دکھائی دیتی ہیں اور وہ نظروں میں خوش رہیں لیکن جس کسی نے کہ اپنے تئیں اُس آگ میں ڈالا وہ جل جاوے گا اور خدائے تعالیٰ کو کچھ پروا نہ ہوگی کیونکہ اس کی خودمختاری کا مشابہ تھا اے طالب باہوش ہو جاؤ اور دیکھو زمین کے حالات پر کہ کس قدر آدمی اس میں تنور اور چولھے اور بھٹیاں وغیرہ بناتے ہیں اور زمین کو جلاتے ہیں اور کنوئیں کھدوا کر باؤلیاں بناتے ہیں لیکن زمین کو کچھ اس کی پروا نہیں ہے۔ جس قدر زمین پر چولھے ہوں اسی قدر جل جاتی ہے اگرچہ بدلا گناہوں کا اس میں ہوتا ہے اور جو کہ مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہیں وہ شامت اسی کی ہوتی ہے لیکن عوام کو آرزو ہوتی ہے اس سبب سے ان کی سمجھ میں نہیں آتا ہے بلکہ جاننے والا بوجھتا ہے اور خاص نزدیکان خدا کو اسی گھڑی اور اسی وقت معلوم ہوتا ہے اور بہت لوگ ایسے ہوں گے کہ جن کی عمر نے وفا نہ کی ہوگی اور تلافی گناہوں کی ان سے نہ ہوئی ہوں گی دنیائے فانی سے چلے گئے اور چلے ہی جاویں گے افسوس صد ہزار افسوس یہ لوگ دنیا کی غیر صلاحیت و پرہیزگاری بے دولت و قابلیت پر منحصر نہیں ہے اسی سبب سے خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے اور رسول مقبول ﷺ اور بزرگان دین دوست رکھتے ہیں یعنی صلاحیت واقعی سے ہے اور اسی کی برکت سے اس دنیا میں آنکھوں میں سب لوگوں کے پیارا اور بزرگی پانے والا وہی مقرب ہوتا ہے جس وقت اس دنیا سے جاوے گا وہاں سے عزت پائے گا یعنی عقبیٰ میں آبرو ملے گی شاد رہے گا اور نہیں تو جس وقت شامت گناہوں کی پہنچے گی خرابی و پشیمانی میں پڑے گا اسی مد پر بزرگان دین نے کہا ہے اے طالب خیال میں رکھ لے کہ وقت یہی ہے۔

((محشی))

وحدت الوجود:

وحدت الوجود ایک صوفیانہ عقیدہ ہے جس کی رو سے جو کچھ اس دنیا میں نظر آتا ہے وہ خالق حقیقی کی ہی مختلف شکلیں ہیں اور خالق حقیقی کے وجود کا ایک حصہ ہے۔ اس عقیدے کا اسلام کی اساس سے بنیادی تعلق ہے، قران وحدیث میں مختلف مقامات پر اس عقیدے کی وضاحت موجود ہے، مگر صوفیاء کرام نے اس عقیدہ کی وضاحت زیادہ فرمائی ہے، اب ہم اس عقیدے سے متعلق دیگر مکاتب فکر کے مثبت و منفی مؤقفات قلم بند کر دیتے ہیں۔

اقبال کیلانی لکھتے ہیں: بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان عبادت وریاضت کے ذریعے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے کائنات کی ہر چیز میں اللہ نظر آنے لگتا ہے یا وہ ہر چیز کو اللہ کی ذات کا جز سمجھنے لگتا ہے اس عقیدے کو وحدت الوجود کہا جاتا ہے۔ عبادت اور ریاضت میں ترقی کرنے کے بعد انسان اللہ کی ہستی میں مدغم ہو جاتی ہے، اور وہ دونوں (خدا اور انسان) ایک ہو جاتے ہیں، اس عقیدے کو وحدت الشھود یا فنا فی اللہ کہا جاتا ہے، عبادت اور ریاضت میں مزید ترقی سے انسان کا آئینہ دل اس قدر لطیف اور صاف ہو جاتا ہے کہ اللہ کی ذات خود اس انسان میں داخل ہو جاتی ہے جسے حلول کہا جاتا ہے۔ ان تینوں اصطلاحات کے الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے لیکن نتیجہ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی ذات کا جزء اور حصہ ہے یہ عقیدہ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا، ہندو مت کے عقیدہ اوتار بدھ مت کے عقیدہ نرواں اور جین مت کے ہاں بت پرستی کی بنیاد یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔

(کتاب التوحید، ص: 70، 71، مطبوعہ: حدیث پبلیکیشنز، 2 شیش محل روڈ لاہور)

شیخ عبد الرحمن عبد الخالق لکھتے ہیں: اللہ کے بارے میں اہل تصوف کے مختلف عقیدے ہیں، ایک عقیدہ حلول کا ہے، یعنی اللہ اپنی کسی مخلوق میں اتر آتا ہے، یہ حلاج صوفی کا عقیدہ تھا، ایک عقیدہ وحدت الوجود کا ہے یعنی خالق مخلوق جدا نہیں، یہ عقیدہ تیسری صدی سے لے کر

موجودہ زمانہ تک رائج رہا، اور آخر میں اسی پر تمام اہل تصوف کا اتفاق ہوگیا ہے۔ اس عقیدے کے چوٹی کے حضرات میں ابن عربی، ابن سبعین، تلمسانی، عبدالکریم جیلی، عبدالغنی نابلسی ہیں۔

(اہل تصوف کی کارستانیاں، ص: 27، مطبوعہ: مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان)

ابن تیمیہ کا نظریہ:

ابن تیمیہ وحدت الوجود کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور ان کا استدلال یہ تھا کہ یہ نت نئی چیزیں ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے دور میں نہ تھیں۔ لہٰذا پیروان ابن عربی کے متعلق ایک جگہ پر فرمایا۔ ان لوگوں کے عقائد اس بنیاد پر قائم ہیں کہ تمام مخلوقات عالم جن میں شیطان، کافر، فاسق، کتا، سور وغیرہ خدا کا عین ہیں۔ یہ سب چیزیں مخلوق ہونے کے باوجود ذات خداوندی سے متحد ہیں اور یہ کثرت جو نظر آ رہی ہے فریب نظر ہے۔

(حقیقت مذہب الاتحادین، ص 160)

دیوبندی نقطہ نظر:

دیوبندی عالم دین علامہ انور شاہ کاشمیری اپنی کتاب فیض الباری میں لکھتے ہیں:

(کنت سمعه الذی) کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کہ کان، آنکھ وغیرہ اعضاء حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے حق الفاظ سے عدول کرنا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے قول (کنت سمعه الذی) میں کنت صیغہ متکلم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متقرب بالنوافل یعنی بندہ میں سوائے جسد وصورت کے کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی، اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے اور یہی وہ معنی ہیں جن کو صوفیائے کرام فنائی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حدیث مذکور (کنت سمعه) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے اور
ہمارے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے زمانے تک اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں ١
بڑے متشدد اور حریص تھے۔ میں اس کا قائل تو ہوں لیکن متشدد نہیں ہوں

(فیض الباری جلد 4، ص: 428)

نقطہ نظر اہلسنت:

علامہ سید احمد سعید کاظمی اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا ٭ پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

تشریح: قبلہ حضرت یار صاحب کا یہ شعر اور اس جیسی دوسری عبارات (جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتب میں بکثرت پائی جاتی ہیں) مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی مایہ الموجودیت حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں۔

مولانا یار کے شعر کا مضمون شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے کلام میں ہے: تم محمد عظیم الشان ﷺ کو محمد گمان کرتے ہو جیسے تم سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو، وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے، مگر حقیقتاً آب نہیں ہے، بلکہ سراب ہے، جب تم محمد ﷺ کے قریب آؤ گے تو تم محمد ﷺ کو نہ پاؤ گے بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے، اور رویت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔

(فتوحات مکیہ جلد 2، ص 127، آزاد دائرہ المعارف، وکی پیڈیا (5 جنوری، 2013ء)

(مصنف) حکایت: ایک دہریہ مذہب والے سے اتفاق ہوا اور سب باتوں سے قائل ہو کر آخر کو یہ سوال کہا ہمہ اوست۔ یعنی سب وہی ہے تو کیفیت ایک آدمی کی دوسرے آدمی پر کیوں چھپی رہتی ہے کہا۔ اس کا جواب اس طرح دیا گیا کہ تیرے بدن میں سوائے تیرے دوسرا نہیں ہے۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں درد یا انگلی میں درد ہو جاوے اور وہ کوئی کام نہ کر سکے و تجھ کو اس کا حال معلوم ہو جاتا ہے تیرے داہنے ہاتھ کو کیوں اس کی کیفیت معلوم نہیں ہوتی اور وہ ہاتھ کام کرنے سے کیوں بیکار نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح احوال بندہ کا خداوند تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے اور دوسرے آدمی کو نہیں معلوم ہوتا تب وہ دہریہ قائل ہو گیا اور کہا کہ خدا ایک ہے اور رسول ﷺ اس کا برحق جان کر ایمان لایا توفیق الی اللہ تعالیٰ۔ یہ نکتہ اس واسطے کہا گیا چونکہ بہت سے آدمی ایسے کم سمجھ خوف دوزخ سے نڈر ہو کر سوائے خدا کے دوسرا نہیں ہے اور میں نے بھی یہ نکتہ جان لیا اور وصل حاصل کر لیا کہ میں بھی دوسرا نہیں ہوں۔ سوائے خدائے عزوجل کے ایسی سمجھ سے غضب الٰہی سے نڈر ہو کر گناہوں پر کمر باندھتے ہیں اس واسطے یہ دعا گو فقیر حقیر عاجزی اور منت رکھتا ہے کہ جس کسی صاحب نصیب آور صادق کے ہاتھ یہ کتاب مجلس ہفدہم یعنی سترہویں شریف پہنچے بعد ازاں اس کا مطالعہ باہم مشق رکھے اور خادم الفقرا کو شرق سے غرب تک اور جنوب سے تا شمال اہل خاندان کے لئے منکشف اسرار باطنی کے لئے ایجاد

ہے اور یہ تصوف کا رمز ہے اور جو شخص اپنے پاس رکھے یا اور صادقوں کے پاس پہنچے تو صاحبین صادق کو اس میں بڑا احسان اور اجرِ عظیم پاوے گا اور نہایت درجہ سلوک یعنی دینداری ہے کس واسطے کہ شاید کسی اہلِ دول یا اگر حاکم حکومت۔ بے انصاف پر کمر باندھا ہو انصاف سے ہاتھ اٹھالیا ہوئے اس سترہویں شریف کو پڑھے یا سنے کوتاہ اندیشی دور ہووے اس کی عمل آوری کے سبب سے آرام خلق خدا کو پہنچ جاوے اور حاکموں پر بھی فرض ہوگا وہ بھی اپنے خلیفوں اور نائبوں کے پاس پہنچاوے کیونکہ وبال ازار کا اندبال ہوجاوے خلق کا اور اس کے بھیجنے والے پر ثواب عظیم جس کی نیابت کرتا ہے پہنچا تا ہے پس چاہئے کہ خود بری ذمہ ہوتا ہے یعنی معبود کی عبودیت اور خوشنودی حضرت محمد مصطفیٰ رسولِ خدا ﷺ کی کرے اور مجلس سوم میں دو مقدمے لکھے گئے ہیں اس کو بھی جان گئے ہوں گے اور اگر کوئی شخص غریب صادق کو ایسا عقدہ مشکل درپیش ہو یعنی اس بیان سے بے بہرہ ہوئے اس مجلس میں بیٹھے ہوئے اور مودب ہو کر بیان کو سننے اس سے وہ بھی نشان حاصل کرے اور اوروں کی طرح بندگی و عبادت خدا سے باز رہ کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کرے جیسا کہ ہمہ اوست دونوں جہان میں ہے اور رنج اور راحت دونوں جہان میں ہے۔ اے طالب سمجھ کہ اگلے زمانے کے بزرگوں نے ایسی محنتیں کس واسطے کئے ہیں اور اس قدر خونِ جگر کیوں کھایا ہے وہ بڑے عاقل و فاضل درجہ سلوک کو پہنچ کر جاننے والے غیب کے تھے اسی کو سمجھنا چاہئے اور کمر کارِ نیک پر باندھنی چاہئے اگرچہ وسیلہ بہت بزرگتر ہے اس والی کی شفاعت ہے سے ہم گناہگاروں کی گردن سے طوق گناہوں کا نکلے گا۔ لیکن ہم لوگوں کو بھی چاہئے کہ جس میں رضامندی ان کی ہو بتوفیق اللہ تعالیٰ کوشش کریں تا کہ روزِ قیامت میں آنحضرت ﷺ سے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے اور راہ حاصل ہونے کی یہ توفیق اللہ رفیق ہووے اگر کوئی چاہے اس نکتہ سے مطلب حاصل ہو جاوے اس تلاوت مفصل مختصر کو یاد کر کہ اسی راہ سے کچھ اس میں پردہ نہیں رہا۔ خطرہ غیر سے باز رہے اور رنج درد آدمیوں کا اپنے اوپر اٹھالے اور آرام لوگوں کا اپنے اوپر مقدم سمجھے اور سب کو اپنے میں دیکھے اور سب میں اپنے کو جانے کہ فضلِ خدا سے ظاہر و باطن یکساں ہوجاوے اور بدون مرشد کے مقامِ اعلیٰ حاصل ہو۔ اور اگر تجھ سے ہو سکے دم کو قید کر کے ناف سے اللہ سمیع اور دل پر اللہ بصیر اور مغز میں اللہ علیم کہے اور

پھر سر سے سانس کو اس کلمہ کو کہتا ہوا ناف میں لا دے اور اسی طرح ناف سے مغز تک سانس کو کھینچے اور اتارے ان تینوں مقامات سے بھی کشود کار ہوگا اور اس کو سہ پایہ کہتے ہیں لیکن اس شغل کو مرشد درکار ہے کیونکہ اس راہ میں دشوار تر کانٹے ڈھکڈے بہت سے راہ مارنے والے زبردست اس تن کے پیروکار ہیں اے طالب صدق سے پار ہوجا اور کئی عمل ایسے راز کے ہیں جیسے کہ سینہ بہ سینہ و دیدار بازی شوخی شرارت پر فنی و پر غنی ہیں وہ لکھنے میں نہیں آتے ہیں اور یہ رمز ہستی اور نیستی سے علاقہ رکھ سکتے ہیں بلکہ صادق کو مرشد کامل سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

((محشی))

نظریہ بیعت کی شرعی حیثیت:

لفظ بیعت قرآنی اصطلاح ہے۔ احادیث مبارکہ اور کتب تفاسیر و تصوف میں بھی کثرت کے ساتھ یہ لفظ استعمال ہوا ہے، جس سے بیعت کی شرعی حیثیت وافادیت واضح ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: (اے محبوب ﷺ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیت میں حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کا ذکر ہے جس کو "بیعت رضوان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف کوئی وسیلہ تلاش کرو۔

اس آیت میں وسیلہ ذات مرشد مراد ہے جیسا کہ القول الجمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے وضاحت فرمائی ہے، اسی طرح حضرت علامہ اسماعیل حقی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا: ترجمہ: جان لے کہ اس آیت کریمہ نے اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کی صراحت فرمائی ہے اور یہ امر بے حد ضروری ہے، کیونکہ وسیلے کے بغیر اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ناممکن ہے اور وسیلے سے مراد علماء حقیقت اور مشائخ طریقت (پیران عظام) ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قرب خداوندی کے لیے مرشد کا وسیلہ اور بیعت کا ذریعہ و معاملہ بہت ضروری ہے۔

Madaarimedia.Com

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔
صاحب تفسیر روح البیان اس آیت کے ضمن میں رقم طراز ہیں:
الصادقون هم المرشدون یعنی اس آیت میں صادقین کے ساتھ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک وصول کے لیے کوئی مرشد اور رہنما اختیار کرو۔
ترجمہ: اے نبی (ﷺ) جب آپ کے پاس مومنہ عورتیں ان شرطوں پر بیعت کے لیے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی وغیرہا۔
آیت مذکورہ سے مومنہ عورتوں کا بیعت میں داخل ہونا ثابت ہو رہا ہے۔
حدیث: (1)۔ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا: (جب کہ آپ کے گرد صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی) کہ اے میرے صحابہ میری بیعت کرو اس امر پر کہ تم خدا کے ساتھ شرک نہ کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے۔
اس حدیث میں جہاد بالنفس کے لیے بیعت لینے کا ذکر ہے، جو آج تک مشائخ کرام و پیران عظام کے سلاسل میں جاری ہے۔
حدیث: (2)۔ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، پس میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اپنا دایاں ہاتھ مبارک کھولیے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں، پس آپ نے اپنا داہنا ہاتھ مبارک کھول دیا تو میں نے آپ کا ہاتھ مبارک (بیعت کے لیے) پکڑ لیا اور اس شرط پر بیعت کی کہ میرے لیے بخشش طلب کی جائے، آپ نے فرمایا تو نہیں جانتا کہ اسلام، ہجرت اور حج پہلے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے: حضور ﷺ صحابہ کرام سے مختلف قسم کی بیعتیں لیتے تھے۔
ترجمہ: کبھی ہجرت اور جہاد پر، کبھی ارکان اسلام (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کی ادائیگی پر، کبھی معرکہ کفار میں ثبات و قرار پر اور کبھی سنتِ نبوی پر عمل کرنے، بدعت سے بچنے اور عبادات کے لیے حریص ہونے پر بیعت لیا کرتے تھے۔

تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ کی مثالیں خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہیں جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے۔

حقیقتِ بیعت:

لفظ بیعت، بیع سے مشتق ہے۔ ایک چیز دے کر اس کے بدلے دوسری چیز لی جائے تو اس لین دین کو بیع کے نام سے پکارتے ہیں، بندہ جب کسی پیر کامل، متبع سنت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کے احکام و فرامین کے تابع کر دینے کا عہد کر کے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت حاصل کر لیتا ہے، تو یہی بیعت کی حقیقت ہے۔ جس طرح (خرید و فروخت) کی تکمیل کے لیے صرف نیت کافی نہیں، بلکہ عمل کے ذریعے اس کا اظہار بھی ضروری ہے، اسی طرح بیعت صرف زبانی اقرار یا قلبی نیت تک ہی محدود نہیں، بلکہ عزم بالجزم کے ساتھ شریعت و طریقت کے آداب و شرائط کے اہتمام و عملی مظاہرے کو بیعت کہا جاتا ہے۔ مزید خلاصہ کلام یہ ہے کہ

- ......بیعت کا سنتِ نبویہ (ﷺ) ہونا ثابت ہوا۔
- ......بیعت کرنے والوں کو مومنین کے لفظ سے یاد فرمایا گیا۔
- ......بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی اور فتح و نصرت کی بشارت سنائی گئی۔
- ......بیعت بخشش اور دعا کا ذریعہ ثابت ہوئی۔
- ......بیعت عقبہ اولیٰ و عقبہ ثانیہ تبلیغ اسلام کا ذریعہ اور شرک و گناہ سے بچنے کا وسیلہ ثابت ہوئی۔
- ......عورتوں کی بیعت (بشرط پردہ توبہ) کا مسئلہ بھی حل ہوا۔

تمام سلاسل طریقت (خصوصاً نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ وغیرہا) کے بزرگان عظام نے بہ طریق بیعت ہی مخلوق خدا کو فیضیاب فرمایا اور اسی طرح چراغ سے چراغ جلتا آیا اور طریقت و تصوف کی ان ہی سرگرمیوں کی بدولت دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کے انوار جگمگانے لگے اور آج بھی اسلام کی برگ و بار کی نشو و نما اور روحانی اقدار کی بقاء و ارتقاء کے لیے اولیائے کرام کی نگاہ فیض بار کی اشد ضرورت ہے۔ پیری، مریدی و بیعت، دکانداری یا ریا کاری کا نام نہیں، بلکہ عہد خداوندی کی عملی فرماں برداری کی شہادت و پاسداری کا نام ہے۔

شیخ اور مرشد کی تعریف:

اصطلاحِ تصوف میں "مرشد" سے مراد وہ مردِ کامل ہے جو اپنی ایمانی بصیرت سے مرید کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرے اور اپنی نگرانی میں منزلِ مقصود تک پہنچائے۔

فتاویٰ حدیثیہ میں حضرت علامہ ابنِ حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سالک کو طریقت وسلوک میں معارف تک رسائی سے قبل ضروری ہے کہ وہ ایک ایسے شیخ کے احکام کی تعمیل کرے جو شریعت اور طریقت کا جامع ہو، ایسا شیخ طبیب اعظم ہے جو احکامِ ربانی اور معارف ذوقیہ کی مناسبت سے ہر بدن ونفس کو وہی کچھ عطا کرے گا جو اس کے مزاج کی درستی کے لیے مناسب ہو اور جس میں اس کے لیے شفا ہو۔ (تصوف کے حقائق، ص،42)

ضرورت مرشد کامل:

حضرت الشیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ نے ایک مکتوب میں فرمایا: ترجمہ: ہو جاؤ صادقوں کے ساتھ۔ ایک ایسا فرمان ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں اللہ (تعالیٰ) کے دوستوں کی مدد اور اس کے واقفوں (عارفوں) کی مصاحبت کے بغیر رسائی دشوار ہے، اگر چہ نیک اعمال لاکھوں ہی ہوں۔ (زبدۃ المقامات، ص150)

مرشد وہ شخص ہو جو شریعتِ محمدی ﷺ پر سختی سے کاربند ہو اور صحیح العقیدہ ہو، اس کے اعمال سے فسق وفجور کی بو نہ آئے، بلکہ حدیثِ قدسی کے مطابق کہ "میرا بندہ وہ ہے جسے دیکھ کر میں یاد آ جاؤں۔" وہ ایسی ہی شخصیت کا مالک ہونا چاہیے، پھر اس کی وضاحت حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے بھی کر دی فرمایا:

ترجمہ: اور نہ پیروی کر اس (بدنصیب) کی، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ لگا ہوا ہے اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے، اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

مرشد کامل ذاکر ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ کی یاد سے غافل ہے وہ خود گمراہ ہے، وہ دوسروں کی راہنمائی کیا کرے گا، وہ تو خود نفسِ امارہ کے پیچھے لگا ہوا ہے، وہ کسی دوسرے کو نفسِ مطمئنہ تک کس طرح پہنچا سکتا ہے پس حکم ہوا کہ ایسے شخص کی بات بالکل نہ مانی جائے، نہ اس کی صحبت اختیار کریں جو اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہے اور اپنے نفس کا بندہ بن چکا ہے۔

جو شخص صاحب بصیرت ہو اس کی راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

(اے محبوب ﷺ) آپ ﷺ فرما دیجیے یہ میرا راستہ ہے میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ ﷻ کی طرف بصیرت پر میں اور (وہ بھی) جو میری اتباع کرتے ہیں۔

(پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۱۰۸)

جو شخص صاحبِ نسبت ہو اور کسی بزرگ کی صحبت میں رہ کر کسبِ فیضان کیا ہو اور باقاعدہ بیعت کرنے کی اجازت حاصل کی ہو اور بیعت کا یہ سلسلہ معلم انسانیت نبی رحمت ﷺ تک پہنچتا ہو، پس ایسی شخصیت کی بیعت کی جا سکتی ہے اور اسے مرشد کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

ترجمہ: اے نبی صلی ﷺ ہم نے بھیجا آپ ﷺ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوش خبری سنانے والا اور (بروقت) ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے اذن سے روشن آفتاب۔ (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۴۵)

تبلیغِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کے لیے جہاں اور بہت سی باتیں ضروری ہیں، وہاں اذنِ الٰہی بھی بہت ضروری ہے۔ محبوب رب العالمین ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور اذن کے تحت لوگوں کو رجوع الی اللہ کی دعوت دیتے تھے اور یہ اذن درجہ بدرجہ سلسلہ در سلسلہ نبی کریم ﷺ سے ہوتا ہوا مرشد کریم تک پہنچتا ہے۔

(آئینۂ تصوف، ص، 134، 135، 136)

حضرت امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں فرمایا کہ "اھدنا الصراط المستقیم" "صراط الذین انعمت علیھم" کے ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ شیخ کی رہنمائی کے بغیر مرید کی ہدایت و مکاشفے کے مقام تک رسائی نہیں ہو سکتی، کیونکہ بیشتر لوگوں پر نقائص اور عیوب کا غلبہ ہے اور اکثر لوگ حق کے ادراک اور صحیح و غلط کے درمیان امتیاز سے قاصر ہیں، لہٰذا ناقص کے لیے ایسے کامل کی ضرورت ہے جس کی پیروی کی جا سکے اور جس کی عقل کے نور سے ناقص کی عقل قوی ہو جائے تا کہ کمال اور سعادت کے مرتبے تک رسائی ہو سکے۔ (تصوف کے حقائق، ص، 40)

محبتِ شیخ کے بارے میں صوفیاء کرام نے جو اس قدر تاکید فرمائی ہے، یہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ صوفیاء کرام کا کوئی قدم سنت رسول اللہ ﷺ سے باہر نہیں ہوتا شیخ کی ذاتی توجہ کی بھی مرید کو ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبادہ بن سامت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم دونوں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی بیگانہ تو نہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، تو ارشاد فرمایا! ''دروازہ بند کر دو اور اپنے ہاتھ بلند کرو اور کہو'' لا الــہ الا اللہ '' کچھ دیر ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک نیچے کیا اور ''الـحـمدللہ'' اے اللہ ﷺ تو نے مجھے اس کلمے کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور اس کلمے کا حکم دیا۔ اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمے پر پکارے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، پھر فرمایا! اے فرزندانِ اسلام! تمھیں خوش خبری ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھیں بخش دیا'' (یہ حضور پرنور ﷺ کی خاص محبت تھی جس سے آپ ﷺ نے تنہائی میں اپنے دو مریدوں پر نظرِ کرم فرمائی اور دعا سے نوازا)۔

(آئینہ تصوف، ص، 145)

کامل مرشد کی بیعت توڑنے کی سزا: -

بیعت توڑنے کی سزا جہنم ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہے گا، نہ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اور نہ نظرِ کرم سے دیکھے گا اور اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ حضرت سیدنا سلطان الاولیاء سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ اس کی آخرت کی سزا ہے اور دنیا کی سزا وہ ہے جو حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد (مرید) کے لیے فرمایا جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے بعد مخالفت کی اس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دعوا من سقط من عین اللہ اسے چھوڑوں جو اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت سے گر گیا۔

(روح البیان پارہ 26 ص 240)

ملفوظِ، حضرت شیخ کبیر سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صدیق کا مرتبہ پا کر اور کوئی ہزار سال اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے، لیکن بدقسمتی سے صرف ایک گھڑی روگردانی کرتے تو

تمام مراتب ضائع ہو کر سخت سزا کا مستحق ہو جائے گا، یعنی ہزار سالہ عبادت وریاضت ضائع ہو گی اور سزا کا استحقاق مزید براں۔

فائدہ:

طریقت کے مرتد کی دنیوی سزا یہ ہے کہ اس سے قلب کی صدق وصفائی چھین لی جائے گی اور اسے طلب حق کے دروازے سے ہٹا دیا جائے گا اور اس کے آگے ہزاروں پردے لٹکا دیے جائیں گے، اسے معنوی ذلت وخواری میں مبتلا کیا جائے گا اور اس پر ہوا و ہوس کو مسلط کیا جائے گا، اس کے اخلاص کو ریاء اور حرص علی الدنیا اور جاہ وجلال اور حشمت و وجاہت کی طلب میں تبدیل کیا جائے گا اور اس کی آخرت کی سزا یہ ہے کہ اس کے دل پر حسرت وندامت کو مسلط کر کے اسے دائمی جدائی ومفارقت کی آگ میں جلایا جائے گا یہ نار ہجران الٰہی وہی ہے جو بدبختوں کے قلوب کو جھلس دے گی۔

جو شیخ کامل ولی اللہ کی ولایت کا مردود ہے اس کا دنیا میں کوئی حامی ومددگار نہیں اگرچہ عالم دنیا کے تمام مشائخ اولیاء کرام اس کے لیے سفارش کریں اور اپنے شیخ سے مردود ہو چکا ہے تو وہ اگرچہ ہزاروں مشائخ کی ارادت کا دم بھرے یا بے شمار اولیاء کرام کی خدمتی کرے تب بھی اپنی بدبختی سے نہیں نکل سکے گا اور نہ ہی اسے کوئی کامل اس بدبختی سے نکال سکے گا، ہاں اللہ تعالیٰ چاہے تو مالک ومختار ہے۔

(تفسیر روح البیان ج10 پارہ 10 ص289)

حضرت شیخ المشائخ ابوالعباس علیہ الرحمہ نے فرمایا: جس شخص کو اولیاء اور مشائخ کی صحبت مہذب نہ بنائے۔ اس کو اور کوئی نصیحت مہذب نہیں بنا سکتی۔

(نفحات الانس، ص، 170)

حضرت شیخ المشائخ ابوبکر عطوفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے استاد شیخ کبیر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی ایسے کو دیکھو کہ اس گروہ صوفیہ کا معتقد ہے اور ان کی باتیں قبول کرتا ہے تو اس سے ضرور کہہ دو کہ مجھے دعا میں یاد رکھو۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ عباس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ

سیرانی علیہ الرحمہ کا یہ مقولہ ہے کہتے تھے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ایسے شخص کے ساتھ جو گروہ صوفیہ کا دوست ہے بھلائی کرو۔ (نفحات الانس، ص 211)

حضرت شیخ المشائخ ابو علی ثقفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بزرگوں کی صحبت بطریق عزت نہیں کرتا۔ اس پر ان کے فائدے اور برکتیں حرام ہو جاتی ہیں۔ ان کے نور کا کچھ حصہ بھی اس پر ظاہر نہیں ہوتا۔ (نفحات الانس، ص، 228)

حضرت شیخ المشائخ ابو عبداللہ رودباری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ یعنی تصوف یہ ہے تکلف کو چھوڑنا اور پاکیزگی کا برتاؤ۔ اور بڑائی کا دور کرنا۔ (نفحات الانس، ص، 294)

حضرت شیخ الشیوخ ابوالفضل محمد بن الحسن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹا جو کچھ تمھارے دل میں گذرا ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا۔ ہر حکم کے لیے ایک سبب ہوا کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سردار کے بچے کو ملک کا تاج دے تو پہلے اس کو توبہ دیتا ہے۔ اور کسی دوست کی خدمت میں مشغول کرتا ہے، تا کہ خدمت اس کی بزرگی کا سبب بن جائے۔
(نفحات الانس، ص، 346)

حضرت شیخ المشائخ محمد جلال الدین محمد البلخی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صحبت پیاری شے ہے۔ یعنی ناجنسوں کے ساتھ صحبت نہ رکھو اور کہا کہ اس بارے میں میرے شمس الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرید مقبول کی علامت یہ ہے کہ ہرگز بیگانے مردوں کی صحبت میں نہ جائے۔ اگر اتفاقاً کبھی بیگانی صحبت میں جا پھنسے تو ایسا بیٹھے جیسے منافق مسجد میں جا بیٹھتا ہے۔ اور بچہ مکتب میں۔ قیدی قید خانے میں آخر مرض میں اپنے اصحاب سے کہا کہ میرے فوت ہونے سے غمناک نہ ہونا کہ منصور رحمتہ اللہ علیہ کی روح نے ڈیڑھ سو سال کے بعد حضرت شیخ الشیوخ شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمہ کی روح پر تجلی کی۔ اور اس کی مرشدی بنی۔ جس حالت میں کہ رہو میرے ساتھ رہنا اور مجھے یاد کرنا، تا کہ میں تمھارا مددگار معاون بنوں۔
(نفحات الانس، ص، 492)

حضرت سیدنا ذوالنورین مصری علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھا ہے ایک شخص اولیاء کرام کو خبطی تصور کرتا تھا تو اپنی انگشتری (انگوٹھی) دے کر فرمایا کہ اس بھٹیارے کی دکان پر

ایک دینار میں فروخت کر دو لیکن بھٹیارے نے کہا کہ اس کی قیمت تو زیادہ مانگتا ہے کچھ کم کر۔ پھر جب سنار کے یہاں پہنچا تو اس نے ایک ہزار دینار قیمت لگائی اور جب اس شخص نے پورا واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ جس طرح بھٹیارہ انگشتری کی قیمت سے آشنا نہیں، اسی طرح تم بھی مراتب اولیاء سے نا آشنا ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 94)

حضرت سیدنا علی بن بندار الحسین الصوفی علیہ الرحمہ کے حالات میں، شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اس گروہ کی بڑی نسبت پیروں کا دیدار ہے اور ان کی محبت میں رہنا۔ مزید فرمایا پیروں کا دیدار اس گروہ کے نزدیک فرض ہے، کیونکہ یہ لوگ پیروں کی زیارت سے وہ بات حاصل کرتے ہیں جو اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی (حدیث قدسی ہے) (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی تھی۔ مزید فرمایا الٰہی یہ کیا بات ہے کہ تو نے اپنے دوستوں سے کی ہے جو شخص ان کو ڈھونڈتا ہے وہ تجھ کو پالیتا ہے اور جب تک تجھ کو نہ دیکھا ان کو نہیں پہچانا۔ (نفحات الانس ص 131)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اے گروہ درویشان لوگ تمھیں باخدا سمجھتے ہیں اور خداعزوجل کے نام پر تمھاری عزت کرتے ہیں، دیکھو خلوت کی حالت میں تم اس سے کس کیفیت میں ہوتے ہو۔ یعنی جب خلقت تمھیں درویش سمجھتی ہے اور تمھیں حق پرست جانتی ہے تو تم حق درویشی کس طرح ادا کرتے ہو۔ اگر لوگ تمھیں تمھارے دعوے کے خلاف کسی اور نام سے پکاریں تو تمھیں برا نہیں ماننا چاہیے، کیونکہ تم بھی دعوے کی صداقت کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔ کمترین درجے کا آدمی وہ ہے، جسے لوگ سچا درویش تصور کریں اور وہ درویش نہ ہو۔

(کشف المحجوب، ص 80)

مرشد کامل کی پہچان:

(۱) عالم ربانی ہو اور اہل سنت کے معتقدات پر یقین رکھتا ہو۔

(۲) متبع سنت اور پابند شریعت ہو۔ (۳) صاحب اجازت و خلافت ہو۔ (۴) اس کا شجرۂ طریقت مستند و متصل ہو۔ (۵) مرتبۂ احسان پر فائز ہو اور صاحب مشاہدہ ہو۔ (۶) اپنے سلسلہ طریقت کا سلوک طے کر چکا ہو۔ (۷) خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

یعنی احوال و مقامات کا تفصیلی علم اور معرفت، مشاہدات وتجلیات کی حقیقت جاننا اور کشف والہامات کا حصول اور واقعات کی تعبیرات کا ظہور اس بلند مقام کے لوازمات سے ہے۔

شیخ ناقص:

وہ ہوتا ہے جس نے سلوک طے نہ کیا ہو، سنت و شریعت کا پابند نہ ہو اور مذکورہ آدابِ وشرائط پر پورا نہ اترے ایسے شیخ ناقص کی مثال نیم حکیم جیسی ہے۔ اس کی صحبت زہر قاتل ہے۔ اس سے طریقہ اخذ کرنا اپنی استعداد و صلاحیت کو ضائع کرنا ہے۔

شیخ ناقص دراصل وصول الی اللہ کی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طلب اور درد و شوق میں فتور کا سبب بنتا ہے ایسے شیخ ناقص کی صحبت اور بیعت سے دور رہنا چاہیے۔ وہ خود بھی گمراہ رہتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔

چونکہ شیخ کامل، مریدوں کے درمیان نبوت کی وراثت کے طور پر نبی کا قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا شیخ کے آداب بھی آدابِ نبوت کی نہج پر استوار کرنے چاہئیں۔ مشائخ نے اپنی کتابوں میں یہ روایت نقل فرمائی ہے: شیخ اپنے مریدوں کے درمیان اسی طرح ہوتا ہے جس طرح نبی امت کے درمیان۔ لیکن یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ آداب شیخ کامل کے ہیں شیخ ناقص اور گندم نما جوفروش، خلاف شرع پیروں اور ملنگوں کے لیے یہ آداب ہرگز نہیں۔

آدابِ شیخ:

اہل طریقت کے نزدیک آداب شیخ کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول والولی الامر منکم کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عملی نمونہ کر دکھا دیا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ، السبحانی نے مکتوبات شریفہ اور رسائل مبارکہ میں جو آداب شیخ بیان فرمائے ہیں وہ ملخصاً ہدیہ قارئین ہیں۔

○ طالب کو اپنا آپ کلی طور پر شیخ کے حوالے کر دینا چاہیے اور اس کی پیروی اس طرح کرے

جیسے مردہ بدست زندہ۔

○ مرید کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے شیخ کی طرف متوجہ کرے۔

○ شیخ کی موجودگی میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے۔

○ شیخ کے حضور نماز فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

○ شیخ کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔

○ طالب، شیخ کے کپڑے پر اپنا سایہ نہ پڑنے دے اور نہ ہی اس کے سائے پر اپنا سایہ پڑنے دے۔

○ شیخ کی جائے نماز (مصلیٰ) پر قدم نہ رکھے اور اس کے وضو خانے میں وضو نہ کرے۔

○ شیخ کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے۔

○ شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی موجودگی میں نہ کسی سے کلام کرے اور نہ ہی کھائے پیے۔

○ شیخ کے آستانے کی طرف پاؤں دراز نہ کرے اور اس کی طرف تھوک بھی نہ پھینکے۔

○ مرید کے قلب میں شیخ کے متعلق جو شبہ پیدا ہو شیخ سے اس کا حل دریافت کرے، اگر حل سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اپنا قصور ہی سمجھے۔

○ شیخ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔

○ مرید کو جہاں سے فیض ملے اسے اپنے شیخ ہی کا فیضان سمجھے اور یقین جانے کہ میرے شیخ کا لطیفہ دوسرے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

○ جو کچھ شیخ سے صادر ہوا ہے درست اور بہتر جانے، اگر چہ بظاہر درست نظر نہ آئے کیونکہ شیخ جو کچھ کرتا ہے وہ الہامِ ربانی اور اذنِ الٰہی سے کرتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

○ مرید شیخ کی حرکات و سکنات پر اعتراض نہ کرے، اگر چہ وہ اعتراض رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

○ تمام مخلوق میں بدبخت شخص وہ ہے جو مشائخ عظام کا عیب بین ہو۔

○ شیخ سے کرامات کا مطالبہ نہ کرے اگر چہ طلب دل میں وسوسے اور خطرے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

○ اپنے کلی و جزوی جملہ امور میں شیخ کی اقتدا کرے خواہ وہ کھانے پینے، پہننے، سونے اور

اطاعت کے معمولی کام ہی کیوں نہ ہوں۔

○ مرید، نماز بھی شیخ کی طرح ادا کرے اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طریق عمل سے سیکھے۔

○ طالب اپنے کشوف و واقعات پر اعتماد نہ کرے، بلکہ جو کچھ منکشف ہو یا واقعہ وغیرہا میں مشاہدہ کرے اسے من وعن شیخ کی خدمت میں عرض کر دے۔

○ شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی مجلس سے جدا نہ ہو، کیونکہ اپنے لیے شیخ کے غیر کو اختیار کرنا عقیدت کے منافی ہے۔

○ مرید کو ظاہر و باطن میں جو فیوض و فتوحات حاصل ہوں ان کو شیخ کی وساطت سے تصور کرے۔

○ اگر کوئی سالک بعض آداب کی رعایت میں اپنے آپ کو کوتاہ جانے اور انھیں مناسب طور پر ادا نہ کر سکے اور کوششِ بسیار کے باوجود عہدہ برآ نہ ہو سکے تو اس کے لیے معافی ہے، لیکن اپنی اس کوتاہی کا اعتراف لازم ہے اور اگر آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی نہ کرے تو ایسا مرید بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

(العیاذ باللہ سبحانہ)

○ سالک کے اعتقادات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں سستی کا واقع ہونا اور احوال و مواجید کا مفقود ہو جانا شیخ کی ناراضگی اور غضب کے نتائج و ثمرات میں سے ہے اگر آزارِ شیخ کے باوجود احوال و مواجید میں کچھ اثر باقی رہے تو اسے استدراج سمجھنا چاہیے کیونکہ شیخ کے ناراض ہو جانے کا نتیجہ عاقبت کی خرابی اور نقصان ہے۔

○ سالک کو چاہیے کہ اول اپنے عقائد کو علمائے اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کے عقائد کے موافق درست کرے پھر فقہ کے ضروری احکام کا علم حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھے۔ بشرطیکہ اس ذکر کو کسی شیخ کامل و مکمل سے اخذ کیا ہو، کیونکہ ناقص سے کامل استفادہ نہیں ہو سکتا اور اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح معمور رکھے کہ فرضوں اور مؤکدہ سنتوں کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ ہو حتیٰ کہ (ذکر میں پختگی آنے تک) قرآن مجید کی تلاوت اور عبادات نافلہ کو بھی موقوف رکھے، وضو سے اور بے وضو بھی ذکر کرتا رہے، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اس کام

میں مشغول رہے، نیز چلتے پھرتے، کھانے پینے اور سونے کے وقت بھی ذکر سے خالی نہ رہے۔ ترجمہ: ذکر کرتا رہ کہ جب تک جان ہے، دل کی پاکی ذکر رحمٰن ہی سے ہے۔

حقوقِ شیخ:

شیخ کے حقوق تمام اہلِ حقوق سے بالاتر ہیں، بلکہ پیر کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ حق سبحانہ کے انعامات اور اس کے رسول ﷺ کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے، بلکہ سب کے پیرِ حقیقی تو خود رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ اگرچہ ظاہری پیدائش والدین سے ہوتی ہے، مگر معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ولادتِ صورتی کی حیات تو چند روزہ ہے، مگر ولادتِ معنوی کے لیے حیاتِ ابدی ہے۔ پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب و روح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے اور اس کے اندرونی حصوں کو پاک و صاف کرتا ہے۔ ان توجہات میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باطنی آلائشوں کی تطہیر (پاک کرنے) میں ایک گونہ تلوث (آلودگی) خود صاحبِ توجہ تک سرایت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصے تک مکدر (گدلا) رکھتا ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے لوگ خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بلند تر ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے، تزکیہ حاصل کر لیتا اور پاک و صاف ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے اور جبلی کفر سے اسلام حقیقی تک رسائی پاتا ہے۔ (مشائخ آلومہار شریف)

(مصنف) اے طالب سن کہ یہ چار خدمتیں خدا کی طرف سے پیغمبر آخرالزماں نبی ﷺ پر مقرر ہیں۔ کارِ دنیا شریعت اور کارِ طریقت و کارِ حقیقت و کارِ معرفت ان میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے بار امانت بادیانت ماسلامت ادا کرنا چاہئے لیکن نتیجہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ درجہ رکھتا ہے اور جو شخص ان چاروں ارکانوں کی عبودیت سے باز رہ کر اپنی خواہشات کے نفس کے حلقہ میں گرفتار رہے اس پر خدائے تعالیٰ اپنا غضب نازل کرتا ہے قولہ تعالیٰ فرماتا ہے اور

سب کام وفعل میں عذاب وثواب شریک اور یہ نیت سے تعلق رکھتا ہے اگر نیت بجانب حق ہے تو یہ آدمیت کا ثبوت ہے اور عین ثواب عظیم ہے اور اگر نیت جانب عشق مجازی اور نفسوں کی پروری کا عمل آور ہے محض عذاب ہے نکتہ جو دنیا کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں وہ دین کی بہتری نہیں کر سکتے جو کہ ناجائز عشق کی بیماری میں مبتلا ہیں ان کا علاج بہت دشوار ہے نکتہ جو ناجائز رمز میں کمر ہمت باندھے ہیں ان پر افسوس ہے ان کی بد نصیبی پر جو صورت انسان میں آکر جلوہ حق سے محروم رہتے ہیں جو دنیادار لذات محسوسات میں مبتلا ہو جاتے ہیں انہیں اپنی آزادی یا نجات کا ذرہ بھی خیال نہیں رہتا۔

((محشی))

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کی تعریفات:

طریقت صوفیاء کے نزدیک شریعت سے اگلا درجہ ہے جس میں سالک اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے باطن پر خصوصی توجہ دیتا ہے اس توجہ کے لئے اس کو کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے جسے شیخ، مرشد یا پیر کہا جاتا ہے۔ اس شیخ کی تلاش اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ جب تک انسان اکیلا ہوتا ہے وہ شیطان کے لئے ایک آسان شکار ہوتا ہے مگر جب وہ کسی شیخ کی بیعت اختیار کر کے اس کے مریدین کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے تو وہ شیطان کے وسوسوں سے کافی حد تک بچ جاتا ہے پھر شیخ کی تعلیم کے مطابق وہ اپنے نفس کو عیوب سے پاک کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے اس سب عمل کو یا اس راستے پر چلنے کو طریقت کہتے ہیں۔

بنیادی طور پر معرفت کا مطلب جاننا، اعتراف یا عارف کا ہوتا ہے اور اسے انگریزی میں gnosis کہا جاتا ہے جبکہ اسکی عملی پیروی یا تجربے کو معرفت یا انگریزی میں Gnosticism کہا جاتا ہے۔ گو معرفت عام زندگی میں اکثر استعمال کیا جانے والا لفظ ہے مگر اسکا علمی مفہوم اس مفہوم سے بہت وسیع ہے کہ جس میں یہ روزمرہ زندگی میں آتا ہے۔ اس میں مذہب سے زیادہ فلسفے اور انسانی نفسیات کی ملاوٹ شامل ہو چکی ہے اور اگر یہ کہا جاؤ کہ یہ دراصل وجدان اور تصوف سے بہت قریب ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

صوفیت اور اسلام:

صوفیا کے نزدیک اسلامی علوم کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری علوم سے مراد شریعت ہے، جو عوام کے لیے ہے۔ اور باطنی علم وہ ہے جو ان کے کہنے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند صحابہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، اور حضرت ابوذر کو تعلیم کیا۔ حضرت ابوبکر سے حضرت سلیمان فارسی اور حضرت علی سے حضرت حسن بصری فیضیاب ہوئے۔ صوفیا کے نزدیک تصوف کے چار درجے ہیں۔

شریعت طریقت حقیقت معرفت

جب تک یہ تمام درجات اپنے درست مقام پر حاصل نہ کئے جائیں اس وقت تک انسان صوفی نہیں ہو سکتا۔ شریعت اسلام کا ظاہر ہے اور طریقت اس کا باطن۔ اس کی سادہ سی مثال یوں دی جاتی ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں بھی منافقین مسلمانوں کی صفوں میں شامل تھے جو ظاہر میں تو ہر وہ عمل کرتے تھے جس کے کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے جیسے کہ نماز روزہ، جہاد وغیرہ مگر دل ہی دل میں وہ کافروں کے ساتھ تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ ہم ان مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ مگر نبی ﷺ کو اللہ کی طرف سے ان کے سب حالات معلوم تھے اور بعض اوقات تو اکابر صحابہ کی جانب سے بھی ان کو قتل کر دینے تک کا مطالبہ کیا گیا تھا مگر آپ ﷺ نے ان کے جان و مال کو بالکل اسی طرح محفوظ رکھا جیسے کہ کسی مسلمان کا رکھا جاتا ہے یہاں پر ان کے ظاہر پر حکم لگایا گیا ہے جو کہ شریعت ہی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ظاہر میں نماز روزے کی پابندی اور دیگر فرائض ادا کرتا ہے تو زبان شریعت میں اسے کوئی کافر نہیں کہہ سکتا۔ اب چونکہ حضور ﷺ کو ان کی حقیقت معلوم تھی اور اس بارے میں سورۃ المنافقین بھی اتری جس میں ان کی نیتوں کو بے نقاب کر دیا گیا تو طریقت کے اعتبار سے یہ لوگ کافر ہیں اور ہمیشہ جہنمی ہیں مگر ان کے اس ظاہر کی وجہ سے مسلمانوں کا کوئی قاضی ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا اور کوئی مفتی ان کے خلاف فتویٰ نہیں دے سکتا۔ یہاں پر اہل اللہ اور اولیاء اللہ اپنے باطنی نور سے ان کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں اور لوگوں کو ان کے شر ور سے متنبہ کر دیتے ہیں۔

(آزاد دائرہ المعارف، وکی پیڈیا، 5 جنوری، 2013ء)

(مصنف) اے طالب الہٰ کئی عمل مثل بدکاری اور بدمعاش رزق کے طلب کرنے وغیرہ کے کہ جن سے غفلت اور فراموشی آرام طلب میں ہوتی ہے ان اعمالوں کے سبب کچھ راہ ثواب نہیں ہے اور نہ کسی بزرگ پیر وکار طریقت سے ایسے عمل ظاہر ہوئے ہیں لیکن جو عاشق وصادق اس راہ طریقت میں پڑا ہوگا تو طبیعت اس کی ہر کار بکثرت میں جانب حق نما ہوگی کیونکہ نفس امارہ ہر ایک آدمی پر غالب ہے اور قطرہ نفس انفاس سے تعلق رکھتا ہے اور قطرہ نفس نیت کو بھی شامل کر کے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور جس وقت کہ انسان طریقت میں پڑ جاتا ہے اس وقت دل نفس پر غالب آتا ہے۔ اور ذہن بھی دل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ ذہن قطرہ سے طالبوں کو وقت مشاہدہ عاجز کرتا ہے اور صورت کو نفس باندھنے نہیں دیتا ہے اور طالب ذہن کو نفس پر رجوع کرتا ہے اور جس وقت تک کہ خطرہ غالب ہے وہ اسے اسی طرف کو لے جاتا ہے اور جب کہ ذہن خطرہ پر غالب ہوا اس وقت ذہن نیت کو حق کی طرف لے جاتا ہے۔ نماز وغیرہ سب کاموں میں ایسا ہی ہوتا ہے جبکہ کثرت شوق سے ذہن طالب خطرہ پر غالب آتا ہے اسی وقت نفس مشاہدہ بن جاتا ہے اور جو کام و فعل کہ اس سے ظاہر ہو جاتا ہے وہ طرف حق کے ہوتا ہے اس خطرہ کو بھی آدمیوں نے نہیں پایا ہے اور کئی رسالوں سے چار خطرہ کہے ہیں اور کسی بزرگانِ ماضی دو خطرہ تحریر میں لاتے ہیں اے طالب جان لے کہ وہ ایک ہی خطرہ ہے اور ایک ہی ذہن دونوں ایک ہی ہیں۔ اور بعض کے نزدیک دو روح اور علوی و سفلی ثابت کئے ہیں۔ اور کئی قلمی رسالوں سے تین روحیں زیر نظر ہیں اور کہیں چار روح اور چار وجود۔ اور چار نفس ثابت ہوتے ہیں اس امر میں بہت سا اختلاف ہے لاکن ہر ایک اولیٰ ہیں کیونکہ ہر ایک بزرگان تصوف اپنے اوپر باہم مشق کر کے اثبات کئے ہوئے ہیں۔ بلا شک اون کے نزدیک وہی امر ثابت ہے بلکہ اور فقرا لوگ ذہن اور خطرہ کو ایک چیت اور دوم سرت نام رکھتے ہیں اور کئی رمزوں سے ثابت کرتے ہیں وے بھی عین راز دان ہیں جان لے بلکہ بغیر رہبری کے جان نہیں سکتے ہیں کیونکہ ثواب اور عذاب سے انجان ہیں۔ صرف خالی، سرت، ذہن ہے اور چیت خطرہ جیسے کہ نفس و دل اور یعنی کفر اور اسلام اور برا بھلا۔ اگر چہ شاستری پنڈت لوگوں کا بھی خیال ہے اور سادھو بطور سادھن اس کسب سے سیر آسمان و روئے زمین از روئے چلہ کشی کیا کرتے ہیں اور اس کو ہی غنیمت جانتے ہیں لیکن جس جگہ مقصد اصلی ہے بدون وسیلہ

حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کے نہیں پہنچتے ہیں اور ناچیز مرتے ہیں اور مرنے کو ہی قیامت کہتے ہیں بلکہ اس وقت ہی انصاف ہوتا ہے کہتے ہیں عذاب اور ثواب کے موافق راحت اور اگر مرتد ہیں اس کے لئے ایک کالبد تیار کر کے کنجوس کی روح کرتے کے کالبد میں داخل کر کے در بدر روٹی کے پھرا کر سزا دینا بھی انصاف عین اور انسان نیک سیرت جب مر جاوے لائق اس نیک کردار کے آدمی کے کالبد قدرت سے تیار کر کے موافق اس ثواب کے جائے خیر انجام ہیں روح داخل کرتے درجہ اس کو عظمت دیا جاتا ہے اے طالب رہبر کی طرف یہ اشارہ ہے پس سب کو چاہئے کہ دل کو نفس پر غالب کریں اور ذہن کو خطرہ پر نہ ڈالیں تاکہ ایمان اس کا سلامت رہ کر وصل حقیقی ہو جاوے اور پیارا سب کا تمام بھید اور کیفیت تن یعنی وجود کی کہ راز پہچاننے والا خدا کا ہے لیکن حقیقت اس سانس کی آتی ہے اور جاتی ہے از روئے ادب قلم میں لانا اس کا ممکن نہیں کہ وہ سینہ بسینہ رہبری کے ہے قلم میں لا نہیں سکتے بلکہ پڑھنے اور سننے کے یہ حصہ ہر کسی کا نہیں ہے کیونکہ اس کو قالب یعنی برتن صاف اور اس میں انسانیت چاہئے جس میں یہ راز سما سکے۔ اور یہ راز اس کو بتا سکے مثال اس مقدمہ کی آگے مجلس میں تحریر کر کے معلوم کرائیں گے۔

اے طالب ان مطلبوں کی معنی کو خوف طوالت سے اختصار کر کے آگاہ کیا کہ جس میں سامعین صاحبوں کو تکلیف کا موقع نہ ہوئے۔

ختم ہے مجلس چھٹی اسکے پڑھنے والے صاحب اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین تاکہ صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین الحمد للہ رب العالمین الفاتحہ الیٰ روح حضرت جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم وبروح پر فتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین شہنشاہ قطب الاقطاب قطب المدار حضرت پیر زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے نام ثواب پہنچادے برحق۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

مجلس ساتویں : 7

دربیان سوال طالب وجواب مطلوب

(مصنف) اے طالب ابتدا میں صادق الیقین کی شوق الٰہی پیدا ہوتا ہے بنائے اسلام کے پانچ رکنوں کا پابند ہو کر فکر اور ذکر سے خدائے عزوجل کی جستجو کرتا ہے۔اور پاس مشایخوں اور درویشوں وبزرگوں کے جاتا ہے اور سوالات کرتا ہے کہ اے رہبر سب کچھ بیرنگ نظر آتا ہے اور خدا کہاں اور کیسا ہے۔رہبر اس کے جواب میں ڈھونڈھنے والے کے یوں ہدایت کرتے ہیں جیسا کہ اشغال زہد وریاضت شغل الٰہی میں مشغول کرتے ہیں اس کی برکت سے ڈھونڈھنے والا حقیقت الٰہی کو اپنی نظر سے مشق کر کے دیکھتا ہے لیکن مدعا ڈھونڈھنے والے کا یہ ہوتا ہے اس وقت میں کچھ نشان ملے تو بہتر ہو اس مدعا کے ڈھونڈنے والے کے تئیں کوئی نہیں پہچانتا ہے کیونکہ وہ بات چیت میں ادا نہیں ہوسکتا ہے اور کہنے میں بھی نہیں آتا ہے۔اس واسطے ضرور ہوا کہ اس بوجھ کے سمجھنے کے لئے کچھ علم اور حکم دوسرا درکار ہے اگر واقف ہے تو جان لے مثال اے طالب جیسا کہ دریا میں پانی ہے اور اس دریا میں تمام مچھلی وغیرہ ہیں جان لے ویسا ہی یہ تن دریائے وحدت ہے اور اس دریا میں دونوں جہان ہیں اور اس دریا میں تمام جن اور آدمی وحش وطیور بلکہ اٹھارہ ہزار عالم ہے اور پانی کے دریا میں مچھلیاں اس کنارہ سے اس کنارہ تک جاتی ہیں اور کوئی جگہ پانی سے خالی نہیں پاتی ہیں اور وہ مچھلیوں کو چلنے پھرنے کے لئے پانی مانع نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر خاروخس اور پتھر اور لکڑی وغیرہ پانی میں مچھلیوں کو دکھلائی نہیں دیتا ہے اور جو کچھ سوجھتا ہے تو اس کو وہ پانی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے ہیں ویسے ہی اس اٹھارہ ہزار عالم میں یہ انسان جس جگہ جاوے سب جگہ خدا کو موجود دیکھنے والا سمجھے اور دریائے وحدت یہ تمام دونوں جہان ہیں۔

اے طالب جان لے کہ خدا کی قدرت سب جگہ بھری ہوئی ہے جیسے کہ اس دریا میں پانی ہے جان۔اور اس دریا میں ذات پاک وبزرگ وبرتر ہے وہ ہر ایک کو دکھائی نہیں دیتی کمال

قدرت اپنی سے اس ذات بیچون وبیچگون وبے شبہ وبے نمونہ نے نام پایا ہے جس وقت تک یہ پردہ منہ پر انسان کے ہے اس کو حیوانات کے نزدیک شمار کرتے ہیں بلکہ صورت انسان کی ہوئی پر حیثیت میں آدمیت نہ ہونے کی وجہ سے خدا کی یگانگی کو مرد مذکر اس صورت کا کچھ اعتبار نہیں کرتے ہیں خداشناسوں کے نزدیک آدمی وہ ہوتا ہے جو کہ خصلت نیک رکھتا ہو یعنی طالب راہ حق ہووے۔ رویت والے کور مزۂ صوفیاں کے لوگ آدمی نہیں جانتے ہیں۔

اے طالب! صورت کا نام نہیں آتی ہے جیسے کہ جو لوگ چھوٹے دیہات میں رہتے ہیں بے تمیز خلاف برتاؤ کے رہنے یعنی سلام کلام کے فرق رہنے سے شہری آدمی ان کی بدتمیزی سے مثل حیوانات کے جانتے ہیں اے طالب جو کہ راز دان اور صاحب مجاہدہ فقیر لوگ ویسے ہی تمام آدمیوں کو یونہی شمار کرتے ہیں۔

اے طالب! بسبب ریاضت سے فقیروں نے مجاہدہ اور مشاہدہ کے وہ پردہ اٹھا ڈالا ہے یعنی غیریت کا اپنے کو نابود کر کے خدا کی ہستی کو جانا اور پہچانا ہے سب آدمیوں کو چاہئے کہ کوشش کریں تو فضل الٰہی سے انسان ہو جاویں۔ یکساں ہو جا اور جو کچھ کہ ہے اس ہی جہان میں ہے، اور اس جہان سے کمائی لے جائے گا اس جہان میں آرام پائے گا۔ جہاں جو سودا خریدے گا اس کا نفع حشر میں امن وامان سے پائے گا۔

اور سوائے اس کے جو دکھائی دے سب کو ایک جانے اور ایک دیکھنے قولہ تعالیٰ: "فاینما تولوا فثم وجه الله" لیکن یہ کام عقل اور تمیز سے نہیں حاصل ہوتا ہے کیونکہ عقل علم کے پڑھنے سے زیادہ ہو کر راہ صدیقی اٹھ جا کر عقل وتمیز سے ڈوا کملیقین کی جائے قرار دیتی ہے وجہ تسمیہ یہ ہے علم اور عقل کا کار نہیں کہ تو فاقہ کرے یعنی مجاہدہ اور عقل یہ نہیں کہتی کہ تو بے تمیز اس دنیا میں مشورہ کرے اسی واسطے قول ہے "العلم حجاب الاکبر" کہا ہے اس کے حاصل ہونے کی راہ دو طرح پر ہے ایک تو خدمت میں مرشد کی اور دوسری رہبری بزرگوں کی نصیحت کو صدق دل سے سن کر اپنے نفسوں سے مخالفت کرے یعنی متابعت اور خواہش نفس کی نہ کریں اس کے خلاف عمل جتلایا کرے اے طالب علم اور عقل سے تمیز حاصل ہوتی ہے یہ ہر دو بھی ایسے امر مخالفانہ کے روادار نہ بنیں گے۔

....

((محشی)).

حدیث 27 :((العلم حجاب الاکبر))

ترجمہ: ”علم ایک بڑا بھاری حجاب ہے“۔ (عین الفقر کلاں، باب تمہید، صفحہ 30)

سلطان العارفین راحت العاشقین سیدی ومرشدی سلطان باھو علیہ الرحمہ مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شیطان کی آنکھوں پر جو پردہ پڑا تھا، وہ علم کا ہی پردہ تھا، اور علم جو کہ دنیاوی حرص وطمع سے نکال کر آخرت کے خوف تک نہیں پہنچاتا ہے، اور غفلت سے الگ کر کے ہشیاری، خدا ترسی اور شب بیداری کی طرف راغب نہیں کرتا، اور حرام وحلال کے درمیان فرق نہیں کرتا، بلکہ رشوت خوری، ریاکاری، اور جھوٹ بولنے پر اکساتا ہے، اور اپنی جان کے ساتھ بھی انصاف نہیں کرتا۔ اور احکام دین کو فراموش کر دیتا ہے، اور دنیا اور مال ودولت اکٹھا کرنے میں کوشاں رہتا ہے، تو اس کو علم نہیں کہا جا سکتا، بلکہ علم وہ ہے، جو معلوم (عالم الغیب والشہادۃ) تک پہنچے۔ جب تجھے علم حاصل ہو گیا ہے، تو خدا سے ڈر، اور تقویٰ اختیار کر، ورنہ تو چور ہوگا، دین کا رہزن اور سراپا حیلہ باز۔

بیت: ”وہ علم جو تیری بدخصائل کو تجھ سے الگ نہیں کر سکتا، اس علم سے جہالت بہت بہتر ہے۔“

اس بات پر اعتبار کر لینا چاہیے، علم دو (2) قسم کا ہے: ایک تکبر اور نفسانی خواہشات پیدا کرنے والا علم، یہ شیطانی ہے۔

(مصنف) اس وجہ سے حضرت مولانا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ اپنی تصنیف کتاب کشف المحجوب کے صفحہ 212 فصل دوسری میں حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ کے فرمان مطابق از کتب مظاہر حق مشکوۃ شریعت ربع ثالث میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ”اشد الحجاب رویت النفس وتدبیرھا“ ترجمہ بندہ کے لئے زیادہ سخت نفسوں کی رویت اور اس کی تدبیر سے متابعت خدا کی مخالفت ہوتی ہے سب حجابوں کا سر ہے۔

اے طالب! بندہ کو چاہئے چاروں نفس کی خواہشات کے خلاف کرے تا کہ اس سبب

سے خدا اوپر بندہ کے مہربان ہو جائے اور پردہ اس کے منہ سے اٹھا لے کس واسطے کہ اپنے نفس کی عمل آوری کے سبب سے یہ بندہ خدا سے دور پڑتا ہے۔ آہ افسوس ہزار افسوس تمام آدمی واسطے علم اور زیادہ ہونے عقل کے بہت روپیہ خرچ کرتے ہیں اور ہزاروں تصدیعات اپنی جان پر کھینچتے ہیں اور رات دن خون جگر کھاتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں اور اس سے اپنے کو صاحب عقل اور صاحب سمجھ اور فاضل یعنی دانش مند جاننے والا سب علموں کا اور صاحب تمیز و امانت دار و باشعور کہلاتے ہیں اور اس کے بعد اوروں کو عقل دیتے ہیں اور تعلیم کرتے ہیں اور آپ ایسی عقل نہیں رکھتے ہیں کہ اپنے دشمن کو پہچانے اے طالب کوئی تیرا دشمن نہیں ہے مگر یہ نفس تیرے اور تو اسی کے سبب سے خرابی میں پڑا ہے اور پڑتا ہی رہتا ہے۔ اور اس ہی ریا کاری کو تو دوست رکھتا ہے اور کوئی ایک دن نفسوں کی خواہشات پوری کرنے کے لئے بھوکا بھی رہتا ہے اپنے نفس کے لئے خدا سے بیزار ہوتا ہے اور نفس کو خوش رکھتا ہے اور ایک سے لے کر ہزار ہا مصیبتیں اور طرح بطرح کی اذیتیں اپنی جان پر سہتا ہے۔ اپنے نفس کی خواہشات کی کمی کے رنجوں سے ہرگز بیزار نہیں ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اس میں ہی خوشی خدائے تعالیٰ کی ہے۔ تو پھر جان انجان کس طور سے خدا تجھ پر مہربان ہوے اور تجھے نعمت ہمیشہ کے لئے کیسا بخشے۔

حکایت: ایک بادشاہ اپنے ملک میں بادشاہی کرتا تھا۔ ایک دن دربار عام کا فرمان جاری کر کے تمام اہل کار عالموں اور فاضلوں اور امیر و مشائخین فقرا بزرگان حال وقال کو بلوا کر کہا کہ تم لوگ روزانہ روزینے اور جاگیرات اور دیہات انعام وغیرہ پاتے ہو اور ہردم انعام کی خواہش کرتے ہو۔ دنیا و لینا ہر دو پر واجب ہے جانتا ہوں تم لوگوں سے ایک میرا سوال ہے۔ جواب ادائی کرو۔ وہ یہ ہے کہ مجھ کو بتلاؤ کہ میں بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں۔ جلد تر جواب ادائی کرو ورنہ تم سب کو قتل کرواتا ہوں۔ اس طرح کا فرمان سن کر عام دربار کے لوگ فکر مند ہوئے مگر کوئی دانش مند کو جواب اس سوال کا نہ ملا ناچار ہو کر سب امیر

اور غریب نے وعدہ کیا کہ سلامت ایک ہفتہ میں جواب اس کا ہم دینگے۔ بادشاہ وعدہ کو سن کر قبول فرمایا اور سب کو رخصت دے دیا۔ دربار برخاست کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں آن کر فکر میں جتلا ہو گئے۔ عام درباری لوگ کہتے تھے کہ خداوند یہ مشکل معمار کیسے حل ہے۔ ورنہ ہمارے مال اور جانوں پر آ بنے گی۔ کیونکہ یہ بادشاہ متکبر ظالم اور ستم گر کے روبرو کوئی چارہ جوئی کام نہ دے گی۔ کیونکہ بادشاہ نوجواں عمر اور متکبر مزاج کے خوف سے ناحق جان جانے کے اندیشہ میں لوگ شہر بشہر اور گاؤں گاؤں فکر میں جتلا ہو کر گھومتے تھے کہ کوئی دانش مند شیخ المشائخ یا کوئی عالم فاضل یا کوئی بزرگ فقیر فرشتہ خصلت ایسا مل جائے کہ جواب اس سوال کا بہتر دیوے تاکہ رونق پذیر ہووے ایک دن ان حیرت زدہ اشخاصوں میں سے ایک ملازم بادشاہ کو ایک درویشانہ لباس وغریب احوال میں حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی دیکھتے ہی اس ملازم سرکار نے آپ کی عجیب وغریب شان کو دیکھ کر آپ کی خدمت میں اظہار سوال اس معاملہ کا کیا۔ شیخ صاحب اس سوال کو ساعت میں لا کر کہے کہ اے بھائی مجھے بادشاہ کے حضور میں لے چلو پھر شیخ کی ہمراہی میں چند اکابرین ملازم سرکار ساتھ ہو کر دربار میں بادشاہ کے سامنے لے آئے دیکھ کر بادشاہ وہی سوال ان کی خدمت بابرکت میں بھی بیان کیا۔ سن کر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے تبسم کر کے فرمایا اے بادشاہ جہاں پناہ تم نے کبھی اپنے نفس سے مخالفت کی ہے تو بیان کرو۔ بادشاہ سر بزانو ہو کے بعد ازاں تھوڑی دیر کے زانو سے سر اٹھایا اور سوچ کر کہا میں تو ہر دم فراغت ہوں مجھے کوئی بات کی محتاجی نہیں ہے۔ ہاں ایک روز میں نے شکارگاہ میں ایک نر ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا کہ بلکہ امید قوی تھی کہ اسکو زندہ گرفت کروں۔ وہ نرآ ہو میرے گھوڑے کی دوڑ کرتا۔ مانگر ایسی چوکڑی بھر بھاگ نکلا کہ میری جرأت اس کی دوڑ کے پیچھے کچھ بھی کارگر نہ ہوئی اور نہ شکاری گھوڑے کی بلکہ دونوں بھی تھک گئے ہونہ ہوادھر سورج بھی منزلیں طے کر کے اپنی شعاعیں چمکاتا ہوا منزل غرب میں راہی ہو گیا اور ساتھی شکاری لوگ اور شاگرد پیشہ پاسبان بھی چھوٹ

گئے بلکہ گھوڑے کی تھکاوٹ اور میری بھی نا علاج مجبوری اس میں قصہ دوسرا مجھ پر بھوک اور پیاس نے ایسا غلبہ کیا کہ جس کا بیان کیا ہو سکے۔ نا علاج ہو کر گھوڑے کی زین کے خورجی میں سے روٹی نکالا اور امید کیا کچھ کھائیں اور پانی پئیں نان دست بگیر دایک لقمہ روٹی کو تھوڑ کر منہ میں ڈالا چاہتا تھا اتنے میں یکا یک ایک آدمی عجیب صورت اور ضعیف خصلت عریانہ تن اور خانہ بدوش میرے روبرو آیا اور کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا آج مجھ پر کئی روز گزرے ہیں فاقہ کش ہوں اور تو روٹی مجھ کو اللہ دے دے۔ میں نے سن کر جو کہ ایک لقمہ روٹی میرے دوست تھی اتنی ہی میں منہ میں ڈال لیا اور وہ کل روٹی اس غریب الوطن ضعیف آدمی کے حوالے کر دیا۔ میں چلو بھر پانی پی کر سیراب ہو گیا اور وہ شخص بھی میری نگاہ سے باز دو چلا گیا پھر میرے دل میں سوچ کیا کہ کہاں بالکل جنگل کا مقام ہے اور نہ کہیں آدمی کا پتہ دیا گاؤں کا نشان بھی نہیں ہے۔ یہ درندوں کا مقام ہے اور نہ پانی کا ٹھکانہ ہے اب کونسے رخ اور کدھر جانا چاہئے اسی طرح گم گشتہ حالت اور بے راہ رات بھر بھٹکتا پھر کر صبح کو محلات میں پہنچا تھا اتنی ہی سرگزشت ہے ہم ہاتھ سے روٹی بے تامل دے کر اپنے نفس سے مخالفت کی تھی یعنی صبوری سے تزکیہ نفس کیا تھا۔ اتنی سرگزشت بادشاہ کی زبانی سن کر حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے جواب ادائی از روئے فتویٰ ہوئی اور کہا کہ اے بادشاہ سلامت تو بے شک بہشت میں داخل ہو گا قال اللہ تعالیٰ: ''ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنة ھی الماویٰ'' اے بھائی صادق الاعتقاد فقیر لوگ تمام عمر اسی طرح خون جگر کھاتے ہیں اور اپنے نفس کی خواہشات پر لڑائی کر کے اس پر مقدمہ بنا کر اپنی فیصلہ کر لیتے ہیں وہاں خود کی وکالت کام دیتی ہے بلکہ اس وکالت کا مختار نامہ کسی کو دینے نہیں آتا۔

اسی سبب سے خدائے تعالیٰ صادقوں کو ایسی قوت بخشتا ہے کہ آدمی نفس پر غالب آتا ہے اور بیزار بھی ہوتا ہے: ''کما قال اللہ تعالیٰ وما ابری نفس ان النفس لا مارة بالسوء الا مار حم ربی ان ربی غفور الرحیم'' س وقت کہ کمال کرم کرتا اپنے میں ملا

لیتا ہے اور بندہ واصل حق میں محو ہو کر ان الحق کہنے کا بار بار جوش و خروش کہنے لگتا ہے اس محنت کی مزدوری بھی اے طالب تو ایسا نہیں کرتا ہے تو تو چاروں مرتبوں کو انفاس کے زیر کر کے پادشاہ ہو جاوے اور سرداری اور اس کا نفع معلوم کر لے اگر ہمیشہ اس ہی طریقت پر پابند رہے گا درجہ سلوک یعنی سالک کا تو مرتبہ ولایت کا پائے گا۔ اور پردہ حجاب کا اٹھ جائے گا اور اصل حق ہوگا اور طریقت میں استغراق ایک شغل ہے اول زبان و دل سے لا الہ کہہ کر آنکھ بند کرے اور دل سے خطرہ خودی اور عقل کے سب کاموں کے خطرات جو متعلق بہ محسوسات ہیں دور کر دے جیسا کہ بھول جائے کہ کچھ نہیں ہے بعدہ تھوڑی دیر کے یعنی ایک ساعت کے الا اللہ کہہ کر آنکھ کھولے اور سب کو موجود جانے تو یہ درجہ حاصل ہووے کہ جس وقت لا الہ کہے آدمیوں کی نظر سے غائب ہو جاوے اور جس وقت الا اللہ کہے سب کو دکھلائی دے اور بھی عمل صاحب طریقت کے پاس جان یہی عمل نفی اور اثبات کا ہے واسطے گناہوں کے توبہ و استغفار بیچ درباہ خداوند تعالیٰ اور بخشنے والے کے خوش اور قبول ہے: "قوله تعالىٰ وهو الذى يقبل التوبة عن عباده ويعفوعن السيات ويعلم ماتفعلون" دیگر آنکہ یعنی دوسرے یہ کہ واسطے گناہوں کے توبہ اور استغفار بہت اچھا ہے اگر بڑے بھاری گناہ ہوں تو بھی توبہ استغفار ان سب کی دوا ہے اے طالب اپنے نفس کو تنبیہ پہنچا دے کہ یہ نفس عاجز بن جاوے اور غلبہ نہ کرے تب خدائے بزرگ اور برتر بخشتا ہے اور سوائے ان دوارہ کے پردہ دور نہیں ہوتا ہے اور اتنی سختی کے بعد ازاں فضل خدا بھی درکار ہے انجان آدمی یکایت ہمہ اوست کہنے لگتا ہے بلکہ نشیب و فراز تو جانتا ہی نہیں رنج والم تو اٹھاتا ہی نہیں پاسدار نفسوں کا صرف بات ہی سے تہمت لگاتا ہے کہ سب وہی ہے بلکہ درشنی لوگ وہ بھی ہمہ اوست کا کلمہ کہتے ہیں بے زہد و ریاضت انجام کار نہیں ہوتا ہے۔

صرف بات کہنے سے کیا ہوتا ہے بلکہ مرشد بھی پہلے ہی دن فرماتا ہے جیسے کہ لڑکے کو مکتب علمیت میں پہلے الف سکھلاتے ہیں اگر اسی الف سے مطلب حاصل ہو جائے تو درویش

لوگ ایسی کدوکاوش اور محنت کو اپنے اوپر نہ کھینچیں اے طالب کہنے اور سننے سے مطلب نہیں نکلتا اور اس راہ میں پردہ بہت ہیں اس امر کے لئے مرشد کامل چاہئے کہ ہادی ہدایت نے اپنی رہبری سے کچھ بھی نشان دیوے نہیں تو انجان ہنود مذہب کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ ہمہ اوست صرف ایسا کہنے سے کیونکر دعوئی عائد ہوتا ہے اس ہی بنا پر کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔

اے طالب ان مطلبوں کی مذکر بہت دراز بیان تحریر کا ہونے سے مختصر بیان تحریر کر کے آگاہ کیا جس میں سامعین صاحبوں کو تکلیف کا موقع نہ ہو۔

ختم ہے مجلس ساتویں اس کے پڑھنے والے صاحب اور بیان کرنے والے صاحب اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد ﷺ وآل محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین الحمد اللہ رب العالمین الفاتحہ الی روح حضرت جناب سید المرسلین وخاتم النبیین جدالحسن والحسین رضی اللہ عنہم والی روح حضرت سید شاہ بدیع الدین شہنشاہ قطب الاقطاب قطب العالم قطب المدار المعروف حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچادے برحق۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ کلھم اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

مجلس آٹھویں: 8

در بیان حل مسئلہ قدرت باری تعالیٰ وجف القلم

(مصنف) واضح ہو کہ اے طالب سب لوگ کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ پاک اپنی قدرت کاملہ سے جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور قول رب یونہی دلالت کرتا ہے: "لا تتحرك ذرة الا باذن الله" ترجمہ: نہیں حرکت کر سکتا ہے ایک ذرہ مگر ساتھ حکم اللہ کے اور دوسری جگہ کہا ہے: "وجف القلم بما هو كان" ترجمہ: قلم جو پھر چکا ہے تو پھر نہیں پھرتا اور کتب سے ثابت پایا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہے یہ تینوں باتیں آپس میں مخالفت رکھتی ہیں اگر اس میں سے ایک کو ثابت کرے تو دو علیحدہ ہونا ظاہر ہے اگر کسی کو باطل سمجھو تو گناہ کبیرہ اور کفر ثابت ہوتا ہے اس امر کو کسی نے تحقیق نہیں کیا افسوس ہے کہ یہ مسئلہ مشکل ہے بلکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس معما کو کسی نے تحقیق اور حل نہ کر سکے۔

واللہ اعلم بالصواب

اے طالب! کہنے اور سننے سے اس بات کے سب لوگ معذور ہیں اور کوشش بھی نہیں کرتے اور اس مسئلہ کی باریکی کو نہیں کھول سکتے اور سنا سے پہنچتے ہیں۔

مسئلہ کے پیچھے مثل معماد چیان کے سر مارتے ہیں اور اپنے کو پریشان کرتے ہیں اور اس کے اصل مقصد پر سمجھ اور فکر کو نہیں دوڑاتے ہیں اور اس گیند بیش قیمت بلکہ بے انتہا قیمت کو میدان سے نہیں لے جاتے ہیں اے طالب فضل خدا سے واسطے سمجھنے ڈھونڈنے والوں کے لکھا جاتا ہے اگرچہ کچھ بھی عشق کا بیج تیرے دل کے کھیت میں پڑا ہے تو یہ پانی کھینچ کر اس بیج پر ڈال تاکہ سبز ہو جاوے اگر کوشش کرے گا کمال پھل لاوے گا اور اس کی لذت تو کھاوے گا۔ اللہ تعالیٰ سب بندوں اپنے کو اس سے خوش دل رکھے اے بھائی سب آیتیں فرقان حمید کی اور تمام احادیث نبوی ﷺ وقدسی کی اور کل قول بزرگوں کے برحق آمنا وصدقنا اور اُترنا آیات وصحیفہ کا اور فرمایا ہوا اس مالک دو جہان کا اور درود ہو اللہ کا اوپر اس کے اور سلام بغیر حکمت خالی نہیں۔ اسی واسطے فرمایا ہے کہ کام دنیا کا اوپر قسمت کے چھوڑ اور کام آخرت کا

Madaarimedia.Com

آگے یعنی حتی الوسع اس کا سرانجام ہر وقت مدنظر رکھو اور جو ہو سکے اسے کرتے جاؤ غافل نہ رہو۔ بیوقوفوں نے دنیا کے کاموں کو تو آگے لیا اور عاقبت قسمت پر چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور بندہ کو فاعل کا مختار اس واسطے فرمایا کہ عاجزی و غریبی کو آگے کر کے عمل نیک کرے خدائے تعالی اچھی جگہ لے جاوے اور اچھے کام اس سے کرادے اور لوگ کام نفع دنیا کے عمل میں لاتے ہیں اوروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور برے کام کرتے ہیں اسی وقت اوپر حدیث: ''لا تتحرك ذرّة الا باذن الله'' نظر کرتے ہیں کہ میں کچھ نہیں ہوں جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے ایسا کہنا کمال بے وقوفی ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اختیار اپنا ہیچ کسی بندہ کے نہیں دیکھتا ہوں واقعی وہ مقرب آنحضرت کے تھے اور وہ ہیچ اختیار مولیٰ کے تھے اور یہ مثل دنیا میں بھی ہے جیسے کہ خدمت میں ہر ایک بزرگ کی کئی خادم و مرید ہوتے ہیں اس میں جو سچے اعتقاد کے نزدیک ہوں گے اپنے اختیار سے گزر جاتے ہیں اور سوافق مرضی مرشد کے کاروبار کراتے ہیں اور حکم ہادی کو اس وقت بجالا کر حاضر خدمت ہوتے ہیں اور باقی خادم و مرید داخل عوام الناس ہیں۔ پس امام اعظم صاحب نے اپنے اوپر نظر کر کے فرمایا تھا عوام الناس پر نظر نہیں کی تھی اے طالب تو بھی جان لے اور سمجھ لے کہ اگر بندہ فاعل کا مختار نہ ہوتا کوئی گناہ بندہ پر ثابت نہیں ہوتا اور قیامت کے روز باز پرسی نہ ہوتی اور یہ سلطنت بادشاہی بھی نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ یہ بادشاہ منصف بھی اسی واسطے مقرر ہوئے ہیں کہ غریبوں پر کوئی مردم آزاری نہ کرے اور کوئی ظالم ظلم نہ پہنچادے۔ اور جو حکم شرع کے خلاف ہیں وہ نہ کر سکے اگر کوئی شخص حاکم حکومت اپنے فتوے سے مقدمہ جانچ کرنہ کرنا چاہے اس وقت ہائے غریباں قہر خدا کا نازل ہونا ظاہر ہوگا اور قیامت کے دن اہل حکومت بادشاہوں سے اس امر کی باز پرس سب گروہوں سے پہلے ہوگی اے طالب اب تو جان جیسے کہ یہ چھوٹا عالم ہے وہ بڑا عالم ہے جو کچھ قاعدہ اس جگہ دنیائے فانی میں ہے ویسا ہی وہاں میں ہے چنانچہ بادشاہ حقیقی احمد بلامیم احد ہے اور یہ بادشاہ نائب اس کا ہوتا ہے جو کچھ روزینہ لوگوں کا کرتے ہیں موافق تصدیق کے پروانہ مع شرط خدمات تنخواہ کے لکھا جاتا ہے اور اوسی سوافق چیٹی روپیہ پاتے ہیں ماسوائے اُس کے کے ایک دام و درم نہیں پاتے ہیں۔ اس واسطے اس جگہ پر

کہا ہے۔ مصرع نگرود قلم زانچہ گرداند کی ترجمہ نہ پھر اس سے قلم جو کہ پہلے پھیر چکا ہے تو۔ اور نوکر کو واسطے کام ادائی کے بھیجتے ہیں وہاں جو کچھ اس کے دل میں آتا ہے وہی کرتا ہے۔ اگر موافق مرضی یعنی حکم آقا اپنے کام خدمت ومحنت وتر دد ظاہر کیا اور اپنے اوپر آرام نظر نہ کی اور ہمیشہ آقا کو اپنے سے راضی رکھا۔ البتہ ایک نہ ایک وقت آقا بھی اس پر مہربان ہوگا اور عنایات سے رحم کرے گا اور تنخواہ بھی اضافہ دے گا اے طالب اگر اپنے مالک کے کہنے کو بھول گیا اور متابعت یعنی تابعداری فرمانبرداری اپنے نفس کی کر کر عیش اور آرام میں بھول گیا تو وعدہ خلافی کے خفگی واعتراف میں آکر خرابی میں پڑے گا اگر خواہش ومرضی بندہ کی طرف نیک کاموں کے ہوے اور اس کو بھی خدائے بزرگ وبلند تر نے بعد ازاں آزمائش کے اٹھا کر نیک جگہ لے جاتا ہے اور اس سے نیک کام ظہور میں لاتا ہے اور جو نیت وخواہش برے بدانجام کاموں کی طرف ہووے تو ازروئے غضب کے اس کو بری جگہ لے جا کر فعل بد کا مرتکب کرداتا ہے یہ بادشاہ کے موافق کام کے نتیجہ دیتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر وبرکت دینے والا موافق نیت وخواہش کے پھل دیتا ہے اگر بندہ فاصل کا مختار نہ ہوتا تو کوئی گناہ بھی بندہ پر ثابت نہ ہوتا اور یہ سلطنت بھی نہ ہوتی بلکہ اترنا انبیاء علیہ السلام اور کتاب سماوی کا بھی اترنا لازم نہ ہوتا موافق اس آیت کے: ''لا تتحرك ذرّة الا باذن الله'' وجف القلم بما ہو کائن کا کاروبار جاری ہوتا اور کوئی شخص کرنے سے فعل ہائے خلاف شرع شریف کے لوگوں کو منع کرتا تو دعویٰ خدائی کا اُس پر ثابت ہو جاتا کہ یہ مقدمہ عین کفر اثبات ہے اے طالب انجان اور کم ہمت لوگوں زبان درازی اپنی تقریر سے شرع والے آدمیوں سے مکابرہ یعنی بحث وتکرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو یہ حدیثیں صحیح ہیں تو ہم لوگوں کو دیا اور اوروں کو برے کام کرنے سے کیوں منع کرتے ہو جو یہ کہو کہ یہ حدیثیں جھوٹی ہیں کوئی شخص اون کے عہد پر نہیں آتا یعنی ان سے نہیں جیت سکتا ہے اور چپ یعنی خاموش رہ جاتا ہے بلکہ ان باتوں کے سننے پر بہت سے آدمی اپنے کو گمراہ کرتے ہیں اور عاقبت اپنی برباد کرتے ہیں پس اے طالب یہی ہے کہ بندہ مختار غریبوں پر ظلم نہ کرے اور جو کام خلاف شرع کے ہیں نہ کرے کیونکہ حشر کے دن یعنی قیامت کے دن بادشاہ لوگوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ عدل یعنی

انصاف ایک گھڑی کا اور عبادت ستر برس کی برابر ہے یہ بزرگی بخشش سب چیز کی بادشاہان عادل کے واسطے قرارداد ہے حاصل کلام یہ ہے کہ کوشش مت کہہ کہ فلاں فقیر بزرگ نے ایسی نعمت حاصل کیا ہے میں عاجز وغریب یہ بات نہ سمجھوں۔ بدعقل اور کم ہمتوں کی ہے اس جگہ پر ہمت پر کاروفرمانروا ہوے کیونکہ جو ہاتھ اور پیر ودل اور آنکھ اور تمام اعضا مجھ کو دیئے ہیں ویسے ہی فقیروں بزرگوں کو دیئے ہیں انہوں نے بھی کوشش و محنت کی اگرچہ اون کو درجہ پہلے دن پیدائش سے تھا اُس سے اولیاء اور غوث وقطب، مست ومجذوب سالک اوتاد وابدال ہوے مگر بہت سے آدمی ان کی خدمت کے سبب سے درجۂ کمالیت کو پہنچے اور انہوں نے اپنی مراد حاصل کی ہے اگر تو بھی کوشش کرے البتہ مراد ہو جائے گا خدائے بزرگ اور بلند محنت کسی کی ضائع نہیں کرتا ہے بلکہ جیسی محنت ویسی ہی مزدوری عطا کرے گا ویسا ہی نتیجہ پائے گا اور قرآن مجید میں خبر دیتا ہے: "یمحوا اللہ ویثبت" یعنی بھول مت جاؤ خدائے تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے وہی ویسا ہی عمل ثابت کرتا ہے اور جس چیز کو نہیں چاہتا اُس کا عمل مٹاتا ہے یعنی قسمت نیک ہو اور آدمی برے کام کرے یعنی بدعمل ہے تو اس کی قسمت مٹا کر اس کی جگہ پر اچھی قسمت ثابت کرے اور اگر قسمت بد یعنی بری ہو اور آدمی ازروئے نصیحت بزرگان دین نیک کام کرے تو اس کو مٹا کر اس کی جگہ پر اچھی قسمت صاحب سلوک ثابت کردے۔ اے طالب اسے نہ سمجھ کہ بہت سے آدمی اس دنیا سے اپنا نقصان کر کے چلے جاتے ہیں اور جاویں گے اور بہت سے فائدہ نفع حاصل کر کے گئے ہیں اور جاویں گے لیکن عقل مند آدمی کو چاہئے کہ تردد وکمال کرے بغیر خدمت بزرگوں کے توجہ کی سوائے ہو نہیں سکتا کہ اُس سے کلمہ شریف کو اپنی آنکھوں کے مثل مردمک پلی کے نصب کرے یعنی مشق کر کے بٹھلادے یعنی مردوں میں وہی مرد ہے جو کوئی دنیا کی اور دین کی دونوں جہاں کی لذت سے فرد ہے یعنی تنہا ہے غرض یہ کہ جس نے سب لذتوں کو چھوڑ دیا ہے بلکہ مٹا دیا ہے اور آپ اکیلا ہے جو کہ ظاہر اُس کا باطن اور باطن اس کا ظاہر ہو گیا ہے اے دوست اپنی جان عزیز ہے لیکن اس کو دوست مت رکھ جب تک تیرا دوست ہاتھ لگے ورنہ جینا تیرا جانوروں میں شمار ہو جاوے اور راہ حاصل ہونے ملاقات معشوق کی یہ ہے کہ جو کچھ تیری نگہ میں اچھا

(اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 392)

مزید شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مشائخ طریقت علیہم الرحمہ کے نزدیک ذکر کی دو قسمیں ہیں، ذکر قلبی و ذکر لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بڑا قوی اور بڑا عظیم اور بہت زیادہ ہے، اس ذکر کی نسبت جو صرف زبان سے ہوتا ہے بلکہ درحقیقت ذکر قلبی ہی ذکر ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 393)

ذکرِ قلب اور اولیاءِ عظام کے نظریات:

(1) حضرت سیدنا سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، لیکن اس کا دل غافل ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جھگڑا کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 10، صفحہ 248)

(2) حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء سہیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلب کی بصر کا تھوڑا سا نور خواہشات و شہوات پر غالب ہو جاتا ہے، جب دل کی آنکھ بند ہو جاتی ہے تو شہوات کا غلبہ اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے انسان غلبہ شہوت کے بعد عموماً معاصی و جرائم میں منہمک اور حق (اللہ رب العزت) کا نافرمان رہتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 17، صفحہ 307)

(3) حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلوب پر ذکر اللہ عزوجل سے جھاڑو دو اس لیے سب سے زیادہ زنگ قلوب پر چڑھتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 25، صفحہ 115)

(4) حضرت سیدنا قطب الارشاد ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یادِ الٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں خدا عزوجل کی یاد باقی نہیں ہے تو لباسِ فاخرہ بھی سود مند نہیں ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 366)

(5) حضرت شیخ المشائخ حسن بن علی دامغانی علیہ الرحمہ قول خداوندی ﴿الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ﴾ (پارہ: 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر: 28) کی تفسیر بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے قلوب، بالترتیب معرفت جلال کبریاء سے نرم، معرفت رحمت رحم سے خوش، معرفت حفاظت وکفائت خداوندی سے پرسکون اور معرفت لطف وکرم کریم سے مانوس ہوتے ہیں، تب کہیں جا کر حجاب اٹھتے ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 110)

(6) حضرت سیدنا امام الطریقت سہل بن عبداللہ تستری نے فرمایا کہ اللہ کی سب سے بڑی دین یہ ہے کہ جس قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرمادے اور سب سے عظیم معصیت خدا کو فراموش کردینا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 189)

(7) حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمہ فرماتی ہیں کہ جب تک قلب (دل) بیدار نہیں ہوتا، اس وقت تک کسی عضو سے بھی خداعزوجل کی راہ نہیں ملتی اور بیداری قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ختم ہوجاتی ہے، کیوں کہ قلب بیدار ہی ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہوجائے کہ پھر اعضاء کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنافی اللہ کی منزل ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 54)

(8) حضرت سیدنا امام العافین ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں چالیس سال قلب کی اس طرح نگرانی کی ہے کہ یادالٰہی کے سوا اس میں کسی اور کو جگہ نہیں دی حتیٰ کہ میرے قلب (دل) نے خداعزوجل کے سوا ہر شے کو فراموش کردیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 298)

(11) حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تیرا قلب (دل) ایک لمحے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہے، یہی ورع ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 82)

(13) حضرت شیخ المشائخ سلیمان درانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ خواہشات دنیا پر وہی شخص غضب ناک ہوتا ہے جس کا قلب (دل) منور ہو کیونکہ وہی نور دنیا سے جدا کر کے آخرت کی جانب متوجہ کردیتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 172)

(14) حضرت شیخ العارفین منصور عمار فرماتے ہیں کہ عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہے اور دنیا والوں کا حرص و طمع کا مخزن۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 229)

(15) حضرت شیخ طریقت ابوالحسین بن حبان الجمال علیہ الرحمہ نے فرمایا زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے درجات اور دل سے ذکر کرنے سے منازلِ قرب حاصل ہوتے ہیں۔

(طبقات امام شعرانی، صفحہ 244)

(16) حضرت امام السالکین خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ زندگی سے فائدہ اس شخص کو ہے کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہو اور خدا عزوجل کے ذکر سے گرم ہو اس کے دل کی حرارت اس کو نہیں چھوڑتی کہ دنیا کی محبت اس کے دل کے گرد پھر سکے۔ اس کا حال یہاں تک ہو جاتا ہے کہ اس کا اندیشہ و فکر ربّ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

(نفحات الانس، صفحہ 440)

(17) حضرت محی الدین ابوالعباس سید احمد کبیر رفاعی الحسنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وقت اور قلب کی حفاظت کرو، اپنے قلوب اور اوقات کی نگہداشت کرو، کیونکہ تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی یہی دو چیزیں ہیں، وقت اور قلب۔

اگر تم نے وقت کو فضول ضائع کیا، اور دل کی جمعیت کو برباد کر دیا تو تم فوائد سے محروم رہ گئے، خوب سمجھ لو کہ گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کر دیتے ہیں، اس کو بیمار اور خراب کر دیتے ہیں، تورات میں لکھا ہے کہ ہر مؤمن کے دل میں ایک نوحہ کرنے والا رہتا ہے جو اس کی حالت پر نالہ و فریاد کرتا رہتا ہے اور منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے جو ہر وقت گانا بجاتا رہتا ہے۔

(البیان المشید ترجمہ البرہان المؤید، صفحہ 120، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات، لاہور)

(18) حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی۔ کلام اللہ میں ہے یعنی دنیاوی مشاغل کی کثرت سے دل مر جاتا ہے، پس اسے ذکر اللہ سے زندہ کرو..... لہٰذا ذکر حق (ذکر اللہ) حق ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے

وہ خذلان اور بطلان ہے ضروری ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ سنے، کیونکہ سننا زندوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا جس وقت انسان کے دل سے دنیاوی تعلق دور ہو جاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے دور ہو جاتی ہے اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے ایسا دل نور ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

(ہشت بہشت، صفحہ 214 تا 215)

(19) حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر دل سے کرے وہ حقیقی ذاکر ہے اور جو اس کا ذکر قلب سے نہ کرے وہ اس کا ذکر کرنے والا ہی نہیں، زبان دل کی غلام اور اس کی تابع ہے۔

(الفتح الربانی، صفحہ 251)

(23) حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ذکر قلبی بھی آقائے دوجہاں ﷺ سے مروی ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بعثت سے پہلے ذکر قلبی میں مشغول رہتے تھے۔ (مکتوبات معصومیہ، جلد 2، صفحہ 59)

(24) حضرت امام العارفین سلطان العارفین سلطان باھو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذکر قلب کرنے والے کو 72 ہزار ظاہری قرآن کا ثواب بھی ملے گا پھر فرماتے ہیں کہ کیسے ملے گا...؟ فرماتے ہیں کہ یہ تیرے مسام ہیں یہ 72 ہزار ہیں، دل ایک دفعہ اللہ کہے گا یہ 72 ہزار آوازیں یہاں سے بھی نکلیں گی، دیک ایک گھنٹہ میں 6 ہزار دفعہ اللہ اللہ کرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سوا لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے، اور فرماتے ہیں کہ جو لوگ اسم اللہ کا ورد زبانی کرتے ہیں لیکن اسم اللہ کا کنہ نہیں جانتے وہ معرفت سے محروم رہتے ہیں۔

(کاروان مجددیہ، صفحہ 19)

(25) حضرت شیخ المشائخ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی فرماتے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کرو، پاؤں سے چلو، اور آنکھوں سے دیکھو، مگر دل کو ذکر اللہ میں مشغول رکھو۔

(صوفیائے نقشبند، صفحہ 300)

(26) حضرت شیخ الشیوخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دل لوح محفوظ ہے تو جو چاہے گا اس سے ملے گا اور جو دیکھنا چاہو گے دل میں نظر آئے گا۔

(کاروانِ مجددیہ، صفحہ 24)

(27) مفسرِ قرآن شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قلب (دل) سے اللہ اللہ کرے گا، تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ اللہ کرنے کا ثواب ملے گا، پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا تیرے جسم کے اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں، دل نے ایک دفعہ اللہ اللہ کی، ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آ گئیں۔

(کاروانِ مجددیہ، صفحہ 24)

(28) حضرت صوفی باصفاء مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک ذکرِ لسانی (زبان) جس میں آگاہی قلب کی ضرورت نہیں، اور یہ بات تو اعتبار سے ساقط اور اقسام غفلت میں داخل ہے۔ دوسرے ذکرِ قلبی ہے یعنی جس میں زبان نہ ہلے، اصطلاحِ صوفیہ میں اسے ذکرِ خفی کہتے ہیں۔ (مکتوب، نمبر 11، صفحہ 85)

(29) حضرت عالی قدوۃ الاولیاء مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ ظاہر میں شریعت کی پابندی اور باطن میں ذکرِ طریقہ میں مشغول رہیں، کیونکہ دونوں جہاں کی فلاح کا انحصار اسی کام پر ہے، اور یہ بھی چاہیے کہ ذکرِ قلبی کے پابند رہیں، اور شریعت کا التزام کریں، مشائخ کی محبت اور شغلِ باطن کو واجب جانیں، نااہل لوگ اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں اور علماء و اہلِ دینِ شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔

(مکتوب، نمبر 37، صفحہ 145)

(30) حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر عیسیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ آیات و احادیث جن میں ذکر کی رغبت دی گئی ہے وہ عام ہیں، ان میں کسی معین ذکر کی تخصیص نہیں کی گئی، اس لیے ان کی تعمیم میں اسمِ ذات (اللہ) کا ذکر بھی داخل ہوگا۔ بعض کم فہم اعتراض کرتے ہیں کہ صرف "لفظ اللہ عزوجل" کے ساتھ ذکر کرنا درست نہیں، ان کے پاس اپنی اس رائے کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں، جبکہ قرآن و حدیث میں اسمِ ذات "اللہ" کے ذکر کا جواز موجود ہے..... جمہور علماء نے بھی تصریح کی ہے کہ اسمِ ذات "اللہ عزوجل" کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(تصوف کے حقائق، صفحہ 120)

(نوٹ: مزید ذکرِ قلب سے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے اس کتاب کے حصہ 4 کا

مطالعہ فرمائیں۔)

(مصنف) اور دوسرا ذکر یوں ہے کہ تلی ناف کے بائیں طرف ہے اس سے لاالہ کہے اور دل سے الا اللہ اور جگر سے محمد اور ناف سے رسول اللہ کہے ان طریقوں میں کلمہ بزرگ مین نصیب ہوتا ہے یعنی آنکھوں میں جگہ پکڑتا ہے اور رکھ جاتا ہے اور نہایت درجہ ضعیف ہوتا ہے اے طالب افسوس صد افسوس عمر آدمی کی تھوڑی ساٹھ سے لے کر ستر برس تک ہوتی ہے اس میں جو کہ عیش اور خوشی میں دیا اور کاموں میں دنیا کے گزر گئی یا گزر جائے گی اور عشق الٰہی میں محنت و رنج یعنی درد دل ہے تو بھی گزر جائے گی لیکن یہ ایک دو تحفہ ہے جس کسی نے لذت اس درد کی پائی ہے ہرگز اس درد کے گھیرے یعنی حلقہ سے باہر ہونا نہیں چاہتا ہے اور آرام و دل جمعی ہمیشہ کی اسی میں حاصل کرتا ہے اے طالب حقیقت میں اسی کام کو حق کی آگاہی کہتے ہیں اگر اس حق الٰہی کو ادا کرے گا تو اس حق میں حق سب کا ادا ہو جائے گا نہیں تو تو کسی کا حق ادا نہیں کر سکتا ہے اے طالب تو نے نہیں سنا ہے۔

حکایت: ایک لڑکا نہایت نیک بخت خدمت اپنی ماں صاحبہ کی بہت کرتا تھا ایک دن رات کے وقت میں اس کی ماں صاحبہ کو تپش پیاس کی معلوم ہوئی فرزند اپنے سے پانی مانگا لڑکا ماں کی آواز کو سن کر اپنے بستر سے اسی وقت اٹھا اور پیالہ پانی کا بھر کے ہتھیلی پر رکھ کر اپنی ماں صاحبہ کی خواب گاہ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ مادر مہربان کی آنکھ نیند سے جھپک گئی سوتی ہیں جگایا نہیں خوف سے اسی جگہ کھڑا رہا کیونکہ از روئے ادب جگایا نہیں تمام رات گزر گئی صبح ہو گئی ماں صاحبہ نے اپنی آنکھ کھولا تو دیکھا کہ لڑکا پیالا پانی کا بھر کے ہاتھ میں لئے کھڑا ہے کہا کہ اے فرزند ارجمند تو کب سے کھڑا ہے کہا آپ نے جس وقت پانی مانگا تھا اس وقت سے کھڑا ہوں اے طالب آگاہ ہو اسی طرح تمام عمر اپنی ماں صاحبہ کی خدمت اس نے کی تو حق مادری اس جوان سے ادا نہ ہوا اے بھائی اس آدمی سے تمام عمر بھی خدمت کیا حق ماں کا ادا نہ ہوا اور دوسرا حقوق تمام لوگوں کا یعنی ماں اور باپ و بیوی اور فرزند اور بھائی اور لڑکی و حق ہمسایہ وغیرہ کس طور سے ادا ہوگا۔ اس لڑکے مذکور اس عمر میں کچھ حق خدمت خدا کا بھی ادا کیا تب اس سبب سے ماں کے حق سے بھی ادا ہوا کس واسطے کہ یہ سب تمام حق اوپر اس

بندہ کے خدائے تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں اور حق اپنا علیحدہ مقرر کر رکھا ہے ماسوائے آداب حق الٰہی فقرا لوگ جانتے ہیں کہ اس حق کے ادا کرنے سے حق یعنی خدائے عزوجل مہربان ہوتا ہے اور مرتبہ سلوک دیتا ہے اور حق سب کا اس بندہ کی بخشش یعنی معاف کیا چاہئے کہ حق حقیقت ادا کر کے غریب اور بیچاروں پر مہربانی کرے کیونکہ یہ بھی عبادت اور بدلہ بڑا رکھتی ہے لیکن جس وقت کہ ان کاموں سے تجھے فراغت ہوئے اور رات ہو جائے اس وقت میں کچھ کام دنیا کا نہیں ہوتا تھوڑا بہت شغل طریقت کرتا رہ۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو کر نہیں تو خدائے بزرگ و برتر بے پرواہ ہے اور اختیار ہمارا ہاتھ میں مختار کے ہے اور پہچاننا اور دریافت کرنا بھی ایسی باتوں کا فضل الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔

اے طالب حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار الملقب حضرت پیر زندہ شاہ مدار رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے بیچ بیان حقیقت تمام عذاب و ثواب کے طالب پر آگاہ ہو کہ دو عمل عذاب اور دو عمل ثواب اور دو فرض اور دو سنت قرار دیئے ہیں جو کوئی دعویٰ انسانیت کا رکھتا ہو تو اس عمل پر قدم مضبوط رکھے اور عمل کرے تو نتیجہ نیک پائے بیان دو عمل ثواب ایک جبر کرنا اپنے نفس پر۔ اور دوسرا پرورش کرنا دوسروں کے دل کا بیان دو عمل عذاب کے یہ ہیں ایک تابع داری اپنے نفس کی اور دوسرا آزردہ کرنا یعنی ستانا اوروں کے دل کا اور دو فرض یہ ہیں اس پر عمل ہو جائے ایک عشق و محبت الٰہی کر اور دوسرا فکر و تر دد ورنج ذکر الٰہی ہیں اور دو سنت یہ ہیں ایک چھپانا عیب آدمیوں کے اور دوسرا بھول جانا اپنی سخاوت و احسان کو جو کسی کے ساتھ کیا ہوئے چاہئے کہ احسان اپنے مقدور بھر کسی سے تو دریغ نہ رکھے جو کوئی ان آٹھ عمل کو بجا لاوے وہی مرد مذکر ہے وہ اصلان حق ہو یعنی پہنچے ہوئے اور ملے ہوئے خدا سے ہو جائے اور جو کوئی ان سب عملوں سے بلاشک اپنے اوپر ثابت کرے وہ مرد مذکر کا ثبوت اثبات ہے بلکہ بہشت میں داخل بغیر پرسش کے ہو جائے اور جو کہ بہشت میں نہ جائے چنگل اس کا میرے دامن پر ہووے بیان آٹھویں خصلتوں میں مذکور زر کا نظم میں ملاحظہ کرے۔

اے طالب اکثر آدمی دعویٰ محبت عشق الٰہی کا کرتے ہیں اور سب طرح کا نفع و نقصان کو اپنے میں سمجھتے ہیں اور کلمات عاشقانہ پڑھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب سے بہتر ہے اور

اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اور حیلہ وعذر علائق یعنی گھر والوں اپنے کا بیچ میں لاتے ہیں پس حیلہ وبہانہ کرنا سبب ان کی نفسانیت کا ہے ورنہ سب بزرگ لوگ قبائل رکھتے تھے پر اس میں آلودہ مبتلا اپنے کونہیں کیا کرتے تھے اس دنیائے فانی میں کوئی آرام طلب نہیں ہوئے اور ہمت کو کام فرماتے تھے اور دنیا سے سرخرو گئے اے طالب عزیز وہ ہمت بڑے کام کر سکتی ہے۔

اے طالب اس معما اسرار باب الجوع کے واسطے فقیر حقیر نے خلاصہ مطلب طالباق کی سمجھ میں آنے کے واسطے کئی رسالے قلمی ومطبوعی سے چن چن کر سیری صادقاں وعاشقان دین کے لئے چند نکار ضروری رسالہ داتا گنج بخش ہجویری سے صفحہ 376 سے تحریر میں لاتا ہے پہچان کہ غذا کے سوا آدم کو چارہ نہیں کیونکہ طبیعتوں کی تالیف کا قائم رہنا کھانے سے ہے اور پینے کے سوا نہیں ہے لیکن مروت شرط ہے اس میں مبالغہ نہ کرے اور رات دن غذا کے اندیشے میں مشغول نہ ہوں۔ اسی لئے حضرت امام شافعی ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:
''ومن کان همته مايدخل جوفه كان قيمته مايخرج منه'' ترجمہ جس کی ہمت وہ ہوتی ہے جو اس کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اس کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کہ اس سے خارج ہوتا ہے خدا کے مرید واسطے بہت کھانے سے کوئی چیز ضرر دینے والی نہیں ہے بلکہ ناموافقت فقیری کے ہے اس جگہ مقدر لکھنا مناسب ہے جو کہ لکھتا ہوں کیونکہ مجھے اور کتب سے حکایتوں میں معلوم ہوا ہے کہ لوگوں نے حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ بھوک کی مدح بہت کیوں کرتے ہو۔ فرمایا اس واسطے کہ اگر فرعون کا بھوکا ہوتا تو یہ ہرگز نہ کہتا تھا جیسا ''انا ربکم الاعلیٰ'' ترجمہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ اور اگر قارون بھوکا ہوتا باغی نہ ہوتا تھا اور جب تک ثعلبہ بھوکا تھا سب زبانوں میں تعریف کیا گیا جب پیٹ بھرا تو نفاق ظاہر کیا خداوند بزرگ وبرتر نے کہا ہے کہ کافروں کے حق میں فرمایا ہے: ''ياكلون ويتمتعون يلهم الامل فسوف يعلمون'' ترجمہ چھوڑے کافروں کو تا کہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور آرزو نہیں مشغول کرے کہ اپنے کردار اور گفتار کی عاقبت کو نا چاہیں اور یہ بھی فرمایا ہے: ''والذين كفروا يتمتعون وياكلون كماتاكل الانعام والنار مثوى لهم'' ترجمہ اور جو لوگ کہ کافر

ہوئے اس طرح کھاتے تھے اور فائدہ اٹھاتے ہیں جس طرح کہ چار پائے کھاتے ہیں اور ان کے واسطے رہنے کی جگہ آگ ہے۔

اے طالب سہل بن عبداللہ سے روایت ہے کہا کہ میں وہ پیٹ جو خمر سے پر ہو یعنی شراب سے بھرا ہوا اور طعام سے خالی اس کو زیادہ عزیز رکھتا ہوں جیسا کہ حلال طعام سے ہو لوگوں نے پوچھا کیوں جواب دیا اس لئے کہ جب پیٹ خمر سے پر ہو تو عقل آرام پاتا ہے اور شہوت کی آگ مرجاتی ہے اور لوگ میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں ہو جاتے ہیں لیکن جب حلال طعام سے پُر ہو تو فضول آرزو کرتا ہے اور شہوت قوت پکڑتی ہے اور نفس اپنے منصوبوں کے طلب کرنے کے واسطے سر اٹھاتا ہے اور مشائخ ان کی صفت میں کہا ہے: "اکلھم کا کل المرضیٰ و نو م ھم کنوم الغرقی و کلا مھم ککلام الشکلا" ترجمہ ان کا کھانا بیماروں کے کھانوں کی طرح ہوتا ہے اور ان کی نیند غرق ہوئے آدمیوں کی طرح اور ان کا سخن مردہ بچوں کے مانند ہوتا ہے پس کھانے کے ادبوں کی شرط یہ ہے اکیلے نہ کھائیں ایک دوسرے کے لئے ایثار کریں کیونکہ پیغمبر ﷺ نے کہا ہے: "شر الناس من اکل وحدہ و ضرب عبدہ منع افدہ" ترجمہ انسانوں میں شریر تر وہ ہے جو کہ اکیلا کھائے اور غلام کو مارے اور قاصد کو روکے اور بخشش کو بھی اور جب دسترخوان پر بیٹھیں خاموش نہ رہیں اور خدا کے نام سے شروع کریں اور کوئی چیز اس طرح نہ رکھیں اور نہ اٹھائیں کہ دوستوں کو اس سے کراہیت ہو اور پہلا لقمہ نمکین چیز سے اٹھائیں اور اپنے رفیق کے لئے انصاف دیں۔ اور لوگوں نے سہل بن عبداللہ سے اس آیت کے معنی پوچھے۔ "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان" ترجمہ تحقیق اللہ اور احسان سے حکم کرتا ہے جواب عدل یہ ہے کہ لقمہ میں رفیق کا انصاف دیں اور احسان یہ ہے کہ اس لقمہ کے لئے اس کو بہتر جانے اور میرا شیخ کہتا ہے اس مدعی سے تعجب کرتا ہوں جو یہ کہتا ہے کہ میں نے دنیا کی ترک کی ہے اور لقمہ کی فکر میں ہوتا ہے اور پھر چاہے کہ لقمہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور اپنے لقمہ کے سوا غیر میں نہ دیکھیں اور کم گفتار کہیں اور طعام کھانے میں کم کھائے۔ اور پانی پینے میں بھی کم ہی پئیں یہاں تک کہ جگر تر ہو جائے

ابوالعباس قصاب سے ذکر ہے کہ میری طاعت اور معصیت دو طریقوں میں ہے یعنی میں جب کھاتا ہوں سب گناہوں کا مایا میں اپنے میں پاتا ہوں اور جب کھانے سے ہاتھ ہٹالیتا ہوں تو سب کھانوں کے اصل سے میری ارواحیں کنارہ کش ہوجاتی ہیں تو جملہ طاعتوں کا اصل اپنے میں دیکھتا ہوں لیکن بھوکے کا پھل یعنی بار آور مشاہدہ ہے کیونکہ اس کا راستہ دکھلانے والا مجاہدہ ہے پس بھید جو مشاہدہ کے ساتھ ہو بہتر ہے اس بھوک سے جو مجاہدہ کے ساتھ ہو کیونکہ مشاہدہ مردوں کا میدان ہے اور مجاہدہ لڑکوں کا کھیل ہے۔"فـــا الشبـع بشـاهدة الحق خير من الجوع بشاهد الخلق" پس سیری جو خدا کی قدرت کی بینائی کے ساتھ ہو بہتر ہے اس بھوک سے جو مخلوق کی بینائی کے ساتھ ہو اور ان معنوں میں بہت سے کلام الٰہی اور کلام تبع التابعین ہیں لیکن طوالت کے خوف میں اختصار کیا۔

اے طالب ان مطلبوں کی مذکور کو بہت دراز بیان تحریر کا ہونے سے مختصر بیان تحریر کر کے شایقین صادقوں کے لئے آگاہ کیا جس میں سامعین صاحبوں کو تکلیف کا موقع نہ ہو ختم ہے مجلس آٹھویں اس کے پڑھنے والے صاحب اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد ﷺ وآل محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین صادقوں کی عاقبت بخیر ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم پیر زندہ چودہ خانوادہ کے بزرگان دین توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین الحمد للہ رب العالمین الفاتحہ الی روح حضرت جناب سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ والی روح جد الحسن والحسین شہیدان دشت کربلا قدس سرہ والی روح حضرت سید شاہ بدیع الدین شہنشاہ قطب العالم قطب الاکبر سمائے ذاتی الملقب حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے نام ثواب پہنچا دے برحق۔

لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله على خير خلقه كل جمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

☆☆☆☆☆

کتابیات

01	قرآن مجید
02	صحیح البخاری
03	صحیح مسلم
04	جامع الترمذی
05	سنن ابن ماجه
06	سنن ابی داؤد
07	اللمع فی التاریخ التصوف
08	تعرف
09	کشف المحجوب
10	محک الفقر
11	مکتوبات امام ربانی
12	مشائخ آلومهار شریف
13	تجلیات صوفیاء
14	آزاد دائرہ المعارف ،وکی پیڈیا

Madaarimedia.Com

سلسلہ مدار کی مستند کتابیں طبع شدہ

سترہویں شریف

مختصر سوانح حیات
حضرت زندہ شاہ مدار

آئینہ تصوف سلسلہ مدار

اور دیگر کتابچے

آئندہ اشاعت

سترہویں شریف (حصہ وار)

مدارِ اعظم

مدارِ عالم

گل دستہ مدار

کرامات مدار العالمینؒ

ذوالفقار بدیع

تذکرہ مداریہ

گلزارِ ابرار

سیرت قطب عالم المعروف
حضرت زندہ شاہ مدار

سہراج الفقراء

تذکرہ فقراء

ناشر
مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی۔

مکان نمبر 3 شاہ مدار اسٹریٹ، نادرا آفس والی گلی، ملت نگر، رامسوامی، کراچی۔